

جولائی

رجسٹرڈ ایڈیشن ۲۴۵۰

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شمس الاسلام

ماہنامہ

بھٹنہ (مغربی پاکستان)

ماہ جولائی ۱۹۴۰ء

کتابخانہ

شمس الاسلام

چند سالانہ

فی چہرہ

ہر گزری ماہ کی پانچ
تاریخ کو
شائع ہوتا ہے

مدیر مسئول • علامہ حسین

جلد ۳۱ | ایت ماہ جولائی ۱۹۹۰ء بمطابق محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

فہرست

صفحہ	صاحب مضمون	مضمون	نمبر شمار
۳	ادارہ	بزم انصار	۱
۴	مولانا سعید احمد صاحب فاروقی مرحوم	قرآن و حدیث	۲
۸	حضرت خواجہ عثمان فاروقی پتی رحمۃ اللہ علیہ	ملفوظات	۳
۱۰	حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد عبدالشکور صاحب فاروقی	نماز کے متعلق ایک خط	۴
۱۷	حضرت محمد الدین صاحب اگر ڈیری	سیدنا حسین بن علیؑ کی قربانی	۵
۱۹	حضرت مولانا پیر غلام دگلیر صاحب نامی لاہور	حضرات صدیق و فاروقؓ	۶

سرخ نشان
دارہ میں سرخ نشان آپ کے چند مہتمم ہونے کی علامت ہے آئندہ ماہ کار سالہ بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا جس کے زائد اخراجات
مے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ مئی آرڈر بھیجیں خریداری منظور نہ ہو تو اطلاع دیوں گی
پی واپس کر کے ایک اسلامی ادارہ کو نقصان نہ پہنچائیں خط و کتابت کرتے وقت خریداری ممبر کا حوالہ ضرور دیں۔

(میجر)

باہتمام غلام حسین ایڈیٹر پرنسپل پبلشر ثنائی پریس سرگودھا میں چھپ کر دفتر جریدہ شمس الاسلام جامع مسجد جیور سے شائع ہوا

بزمِ انصار

حکیم الامت مولانا محمد رفیعؒ میں حضرت مولانا غریب اللہ صاحب مولانا محمد اسحاق صاحب ہاشمی حافظ اللہ دین صاحب اور حافظ غلام یسین صاحب مصروف تدریس ہیں۔ طالبانِ علم دینیہ نہایت ذوق و شوق سے مصروفِ تعلیم ہیں۔
 درس قرآن مجید شہر میں درس قرآن مجید باقاعدہ ہو رہے ہیں اور اہل دل ذوق و شوق سے درسوں میں شامل ہو کر علمی گوہروں سے دامن بھر لو کہ رہے ہیں۔
 یگوتیا اسلامیت پرائمری سکول۔ بگوتیا پرائمری سکول موسم گرما کی تعطیلات کی وجہ سے بند ہے۔

ہر اک کہ زاد بیاچار بایدش نوشید

نجام دہر مے کل من علیہا فان

ہمدردانِ ادارہ حزب الانصار قارئین فہم الاسلام اور بھی خواہانِ اسلام کے وسیع حلقے میں غیر انتہائی رنج و الم کے ساتھ سنی جائے گی کہ ادارہ کے زیرِ نہ معادن اور دینی مجدد و خواجہ حاجی غلام یسین صاحب تذکرگ ہوز جمعہ بتاریخ ۲۸ جون ۱۹۴۰ء کو اس دنیا سے ناپائدار سے عالم بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حاجی صاحب مرحوم خدمتِ دین اور تبلیغ اسلام کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے اور علمی دنیا میں آپ کو اپنے اسی جذبہ کی بناء پر خاص مقام حاصل تھا جس کی وجہ سے ہر متدین کی آنکھیں آنکھیں اسکا دین مرحوم مفتوح کو تبلیغ اور مدارس دینیہ کے ساتھ مشغول تھا آپ اکثر حزب الانصار کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لئے تشریف لایا کرتے تھے اور کارکنان حزب الانصار کی اپنے قیمتی مشورے سے رہنمائی فرمایا کرتے تھے دارالعلوم عزیز نے کی عہدہ دراز سے معادنت کر رہے تھے اور آپ کی طرف سے دارالعلوم کی ادارہ کا سلسلہ باقاعدگی اور التزم سے جاری رہا۔

دارالعلوم عزیز میں اس جانکاہ خبر کے سنے پر طلباء دارالعلوم عزیز نے اور اراکین دارالعلوم نے قرآن مجید تم کر کے ان کی رُوح پر فتوح کو ایصالِ ثواب کیا اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر توفیق قیامت اپنی رحمت کے پھول برسائے اور جنّت الفردوس عطا فرمائے بس ماندگان اور حبلہ متعلقین کو منجیل کی توفیق مرحمت فرمائے۔

قطعاتِ رنج و فات! شیخ معظم ۱۹۴۰ء

مونا سعید صاحبہ فاروقی مرحوم۔

قرآن و حدیث

بَابُ الْإِتِّفَاقِ

۱۔ اور اللہ کے عہد کو سب مل کر مضبوط پکڑو اور متفرق نہ ہو
اللہ تعالیٰ کے ہوا احسان تم پر میں ان کو یاد کرو جب کہ تم آپس میں
دشمن تھے پس خدا تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت
پیدا کر دی۔ اس کے فضل سے تم بھائی بھائی بن گئے اور تم
آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ گئے تھے اس سے تم کو اللہ
تعالیٰ نے بچا یہ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں تم پر ظاہر
کرتے ہیں تاکہ تم ہدایت پاؤ اور ضرور ہے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی
ہو جو نیک کام کا لوگوں کو حکم کرتی ہو اور برے کام سے منع کرتی
ہو اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور ان لوگوں کی مثل نہ ہو
جو متفرق ہو گئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اس کے کہ آپس میں ان کے
پاس علامتیں اور ان کے لئے برا غلاب ہے۔

۲۔ اے ایمان والو صبر کرو۔ اور آپس میں ایک دوسرے
کے صبر دلاؤ اور باہم ملے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو شاید
تم اپنی مراد کو پہنچو۔

۳۔ اے ایمان والو جب تم کسی گروہ سے مقابل ہو تو ثابت
قدم رہو اور خدا کا ذکر بہت کرو۔ شاید تم فلاح پاؤ اور اللہ اور اس
کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں رفاہی جھگڑا امت کرو کہ اس
سے تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا خیزی ہو جائے گی اور

۱۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا
وَأَذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً
فَاللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْبِرُوا مِنْ غَمَّتِهِ إِذْ خَوَّاهُ
وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ
مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُونَ وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ
وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ
تَفَرَّقُوا مِنْ بَيْنِ الْأَحْزَامِ لَعَلَّكُمْ تَفْشَلُونَ
وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

(آل عمران رکوع ۱۱ آیت ۱۰۱)

۲۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَاصْبِرُوا
صَابِرِينَ وَتْلُوا آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ۝

(آل عمران رکوع ۱۰ آیت ۱۰۲)

۳۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاغْلِبُوا
وَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ أَطِيعُوا
اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَتَافَعُوا بَيْنَهُمْ فَيَذَلُوكُمْ
بِرِجَالِكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝

صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور تم ان لوگوں کے مثل نہ ہو جو غرور جتانے اور لوگوں کے دکھانے کے لئے نکلے ہوں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہوں اور اللہ کے علم میں ہے جو وہ کرتے ہیں۔

۴۔ وہ یعنی اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے قوت دی تھی جو اپنی مدد سے اور مومنین سے اور ان کے یعنی مومنوں کے دلوں میں الفت پیدا کر دی اگر تو جو کچھ زمین میں ہے سب خراج کر دیتا تو ان کے دلوں میں محبت پیدا کر سکتا مگر اللہ نے ان میں الفت پیدا کر دی اور بے شک وہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

۵۔ سو اس کے نہیں کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے بھائیوں میں صلح کرادیا کر اور اللہ کے غضب سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

۶۔ اے لوگو! ہم نے تم کو نرا درمادہ سے پیدا کیا اور تمہارے کنبے اور قبائل بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ بیشک تم میں سے سب سے بزرگ اللہ کے نزدیک وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔ بے شک اللہ جاننے والا اور خبردار ہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ
بَطْرًا وَسَيَأْتِي النَّاسَ وَلَيُصْدَقْنَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ
وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ۔

(سورہ انفال رکوع ششم آیت ۴۵)

۴۔ ہُوَ الَّذِي آتَىٰ لَكَ يَصْرًا وَجَاهًا مِّنْ بَيْنِ
وَأَلْفَ بَيْنٍ قُلُوا بِهِمْ قَوْلًا تَفْقَهُ مَا فِي الْكَرْبِ
جَمِيعًا مَا أَتَفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ
بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ عَلِيمٌ۔

(سورہ انفال رکوع ۸ آیت ۴۳، ۴۴)

۵۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ
وَتَقْوَاهُ لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ۔

(سورہ حجرات رکوع اول آیت ۱۰)

۶۔ كَيْفَ هَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ ذَكَرٍ
وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاهُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا
إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ۔ إِنَّ اللَّهَ
عَلِيمٌ خَبِيرٌ۔

(سورہ حجرات رکوع ۲ آیت ۱۰)

حادثہ

۷۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مسلمان
مثل شخص واحد کے ہیں اگر اس کی آنکھ میں درد ہو تو تمام جسم بے
چین ہو جاوے اگر اس کے سر میں تشکایت ہو تو کل بدن بے
کل ہو جائے۔

۸۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
المؤمنون كرجل واحد ان اشتكى عينه اشتكى
كله وان اشتكى سلسه اشتكى كلها۔
(نعمان بن بشیر مشکوٰۃ)

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کے لئے مثل بنیاد کے ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کے لئے ہو جھٹھانے میں مدد کرتا ہے پھر تنہا ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈال کر بتایا کہ اس طرح۔

۹۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کو دیکھتا ہے کہ وہ آپس میں رحم اور مہربانی اور محبت کرنے میں مثل ایک جسم کے ہیں اگر ایک جزو میں شکایت پیدا ہو تو تمام جسم میں بیداری اور حرارت، غاری ہو جاتی ہے۔

۱۰۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو تنہا بے مددگار کے چھوڑے جو شخص اپنے بھائی کی کوئی حاجت پوری کریگا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی تکلیف دہ کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کی تکلیف اس سے دہر کرے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

۱۱۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص بغض یا کینہ سے الگ ہو کر رہے گا اللہ تعالیٰ اس سے اپنی گردن سے نکال دی۔

۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری امت یا فرمایا کہ امت محمدیہ کو گواہی پر جمع نہ کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔

جو شخص گروہ سے الگ ہوگا آگ (دوزخ) میں گیا۔

۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے گروہ کی پیروی کرو۔ جو شخص گروہ سے علیحدہ ہوگا دوزخ میں گیا۔

۸۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن للمؤمن کالبینان یشدُّ بعضہ بعضاً کثرتہ بین اصابعہ۔

(ابو موسیٰ مشکوٰۃ)

۹۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تری المؤمنین فی نراحہم وتوادہم وتخالطہم کمثل الجسد اذا اشتکى عضو تداعی لہ سائر الجسد بالتصر والحملی۔

(نعمان بن بشیر از مشکوٰۃ)

۱۰۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یتلمذ من کان فی حاجتہ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ ومن فرج عن مسلم کرجۃ فخرج اللہ عنها من کرب یوم القیمۃ ومن ستم مسلماً ستم اللہ یوم القیمۃ۔

(سالم)۔ (مشکوٰۃ)

۱۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعة شبرا فمداخلع رقبۃ الا سلام من عنقبہ۔

(ابی ذر مشکوٰۃ)

۱۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی اذ قال امۃ محمد علی الضلالت۔ ویؤید اللہ علی الجماعة۔

ومن شد شد فی النار۔ (عن ابن عمر مشکوٰۃ)

۱۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الا عظم فانما من شد شد فی النار۔

(ابن عمر مشکوٰۃ)

۱۴۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اخی الرجل الرجل فلیسألہ عن اسمہ وابیہ ومن ہوفانہ اوصل للمودتہ۔ (زید بن شکرۃ)

۱۵۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ایک آدمی دوسرے کو بھائی بنائے تو اس کا اور اس کے باپ اور قبیلے کا نام دریا کرے کہ اس سے محبت مستحکم ہوتی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۲)

گاندھی جی کا پیغام کہ کانگریسی وزراء ابوبکر اور عمرؓ کے نقش قدم چلیں

عیسائی تاریخ نویسوں کی رائیں حضرت شیخؒ کے متعلق نقل ہو چکیں۔ اب سنو کہ ہندوؤں کے مستملیدار کیا کہتے ہیں؟

”پروٹاڈاک کے ذریعہ گاندھی جی کا ایک مضمون ”کانگریسی وزراء کے لئے نظام عمل کے عنوان سے جریدہ ”ہری جن میں شائع ہوا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ کانگریسی وزراء کو کوکری صدارت پر بیٹھ کر فرعون بے سامان نہیں ہونا چاہئے، بلکہ مجروحانکساری کی مثال قائم کر دینی چاہئے، اور اپنی سادگی کو قائم رکھنا چاہئے اور رائے دہندگان کی خدمات صحیح معنوں میں کرنی چاہئے۔ آپ نے کہا کہ کانگریسی وزراء توں کو مسکرات کا فوری السداد کرنا چاہئے جیلوں کو تربیت گھروں اور کارگاہوں میں تبدیل کرنا چاہئے۔ تحریری اداروں کی جگہ امدادی اور تعلیمی اداروں کا ہونا ضروری ہے نمک کانگریسی صوبوں میں مفت ملنا چاہئے ملی مصنوعات کو فروغ دینے کے لئے منظم جدوجہد کرنی ہوگی۔ کانگریسی وزراء ہمیشہ تیسرے درجہ میں سفر کریں اور سان کپڑے پہنیں کہیں کانگریسی یہ خیال نہ کریں کہ سادگی کا ٹھیکہ انہیں مل گیا ہے ۱۹۲۰ء میں پاجاموں اور مینر کرسی کو چھوڑ کر انہوں نے غلطی کی تھی میں ابوبکرؓ و عمرؓ کی مثالیں بیان کرتا ہوں۔ رانا اور کرشنا زمانہ قبل تاریخ کے نام ہیں ممکن ہے میں ان ناموں کو نظرانہ استعمال کر سکوں۔“

تاریخ مسیحا جی اور پرتاپ کے حالات بتاتی ہے جو انتہائی سادگی کے ساتھ رہا کرتے تھے لیکن ممکن ہے کہ اس بارے میں اختلاف رائے ہو کہ جب انہیں فوت و آفتار ملا تو انہوں نے کیا کیا۔ مگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔“

لکھنؤ ۲۸ مئی۔ یو۔ پی کونسل میں گورنر کی تقریر کے بعد عام بحث میں حصہ لیتے ہوئے ایک ممبر ڈاکٹر ایشوری پرشاد نے کہا کہ وزیروں کو حضرت ابوبکرؓ کی زندگی سے سبق لینا چاہئے جب وہ بادشاہ تھے تب بھی ایک چھوٹے سے مکان میں اپنی بیوی بچوں سمیت ایک معمولی آدمی کی طرح رہتے تھے۔

(المجید اخبار سے احسان منور ۲۷ مئی ۱۹۶۰ء میں نقل ہوا)

ملفوظات

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ سکنان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

رات کو گھر سے ہو کر عبادت کی بات ہے۔

پھر فرمایا کہ جس روز امیر المؤمنین ابو بکر صدیقؓ نے انشی ہزار دینار خدا کی راہ میں خرچ کئے اور گوڑی پہن کر سیدہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنجناب نے پوچھا کہ اسے ابو بکرؓ دنیاوی ذخیرے میں سے کچھ باقی رکھا ہے تو آپ نے عرض کی کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا اور رسول یعنی خدا اور خدا کا رسول کافی ہے جو نبی ابو بکرؓ نے دیکھا نوٹا ہتر جبریل علیہ السلام معہ شہزاد مقرب فرشتوں کے گوڑی پہنے ہوئے نازل ہوئے اور سلام کے بعد عرض کی کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم الہی اس طرح پر ہے کہ آج ابو بکرؓ نے ہماری راہ میں اپنا مال خرچ کیا ہے اس کو ہملا سلام دواور کہو کہ تو نے وہ کام کیا جس میں ہماری رضا تھی اور ہم وہ کام کرتے ہیں جس میں تیری رضا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تمام فرشتوں کو حکم ہوا ہے کہ ابو بکرؓ کی موافقت کی وجہ سے سب گوڑی پہنیں کیونکہ قیامت کے دن تمام گوڑی پہننے والوں کو ابو بکرؓ کی گوڑی کے صدقے ہم بخشیں گے۔

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف

صدقہ دینے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قنادے میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ سب علموں سے اچھا عمل کونسا ہے تو آنحضرت نے فرمایا کہ صدقہ دینا۔ دوزخ کی آگ کے لئے پردہ ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ آنحضرت سے پوچھا گیا کہ صدقہ کو بعد دوسرے درجے پر کونسا نیک عمل ہے تو آپ نے فرمایا کہ قرآن کا پڑھنا۔

پھر فرمایا کہ عبداللہ مبارکؓ نے کہا کہ میں نے شہر سال ملک اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ کیا مجھے معلوم ہوا کہ میں نے نصیبتیں بہت اٹھائی ہیں لیکن بارگاہ الہی کا دروازہ نہیں کھلا جو نبی کہ میں نے اپنی طرف خیال کیا اور جمال میری ملکیت تھا سب راہ خدا میں صرف کیا تو دوست یعنی خدا میرا بن گیا جو دوست کی ملکیت تھی سب میری ملکیت ہو گئی پھر فرمایا کہ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب اولیاء

میں لکھا ہے کہ ایک درہم صدقہ دینا ایک سال کی ایسی عبادت سے بہتر ہے جس میں دن کو روزہ رکھا جائے اور

پڑھنا بہتر ہے یا صدقہ دینا تو آنحضرت نے فرمایا کہ صدقہ دینا بہتر ہے۔ کیونکہ صدقہ دوزخ کی آگ سے بچا لے ہے پھر فرمایا کہ ایک دفعہ ایک چھوٹی راستے میں کھڑا ہوا کتے کو ایک روٹی کا ٹکڑا کھلا رہا تھا اتفاق سے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ادھر سے گزر ہوا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ اپنا ہے یا بیگانہ؟

اس نے کہا۔ یہ بیگانہ ہے۔

خواجہ صاحب نے کہا۔ ”جب یہ حالت ہے تو کیا کرتا ہے۔ کیونکہ یہ قبول نہیں۔“

اس نے کہا۔ کہ اگر قبول نہیں۔ تو تاہم وہ (غلام) تو دیکھتا ہے۔ کہ میں کیا کر رہا ہوں۔“

انقرض شدت کے بعد خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کعبہ طحکہ میں پہنچے تو پرنا لے کے نیچے سے آواز آئی

کہ سہی۔ (یعنی اے میرے رب)

پھر غیب سے آواز آئی کہ:-

لہیلک عبدی.. (اے میرے بندے میں حاضر

ہوں)۔ خواجہ صاحب حیران ہوئے کہ چل کر دیکھوں تو

سہی وہ کیسا نیک بخت بندہ ہے۔ جو بھی کہ آپ

وہاں پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص سجدے

میں سر رکھ کر رُکے (اے میرے رب) پکارتا ہے۔

آپ تعویذی دیر وہاں ٹھہرے اتنے میں اس شخص نے

سر اٹھایا اور خواجہ صاحب کو کہا کیا تو مجھے پہچانتا ہے

خواجہ صاحب نے کہا۔ نہیں۔ اس نے کہا۔ میں

وہی آدمی ہوں جسے تو کہتا تھا کہ تیری نیکی قبول نہیں

دیکھا۔ میری پسینہ اس نے قبول کیا اور مجھے بولا۔ پھر فرمایا کہ آئد ادید میں میں نے کھا دیکھا ہے کہ صدقہ نوری ہے اور عروں کی خوبصورتی کا باعث اور صدقہ ہزار رکعت نماز سے بہتر ہے۔ پھر فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو صدقہ دینے والوں کا ایک گروہ عرش کے نیچے مقام پامے گدا اور جن لوگوں نے موت سے پہلے صدقہ دیا ہے موت کے بعد وہ ان کے لئے گنبد بنے گا۔

پھر فرمایا کہ صدقہ بہشت کی سیر سیڑھی لڑہ ہے اور جو شخص صدقہ دیتا ہے وہ غلام کی رحمت سے دور نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا:-

کہ خواجہ حاجی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ خادہ میں بیٹھنے

ان شخصوں سے جو صبح شام تک آتے تھے

کوئی بھی ایسا نہیں دیکھا جو کچھ کھا کر جاتا اور احد

اگر اس وقت کوئی چیسر مہیتا نہ ہوتی تو خادم کو

آپ فرماتے۔ کہ بانی پلاؤ۔ تاکہ وہ دن دینے سے

خالی نہ جاتے۔

پھر فرمایا۔ اسے درویش زمین نمی آدمی

پر غفر کرتی ہے اور رات اور دن جب زمین پر

چلتا ہے تو نیکیاں اس کے اعمال سے میں گھی جاتی ہیں

پھر فرمایا۔ کہ سخی لوگ ایک ہزار سال سب

سے پہلے بہشت کی بو سونگھیں گے اور ہر روز

ان کو پینا مہری کا ٹولہ ملتا ہے۔

➔

نماز کے متعلق ایک خط

حضرت مولانا الحلج الشاہ محمد عبدالشکور صاحب مکتبہ

برادران ایمانی کے نام ایک ضروری پیغام

نمازہ خواہی داشتین گردا غہائے سیندا
گاہے گاہے باغواں ایں قصہ پاریندا
برادران من! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کی رخصت دی حاصل کرو۔

گرامرز گفتار مانشنوی
مبادا کہ فرادایشیان شوی!

نماز اور نماز کی حفاظت

ایمان والوں پر پابندی اور دائمی فرض ہے۔

فَاقِمُْوا الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْضُوعًا۔ (والصنعت سوره نساء)

(ترجمہ) پس نماز قائم کرو یہ تحقیق نماز ایمان والوں
پر لکھی ہوئی اور وقت مقررہ کی ہوئی چیز ہے۔ ف کانت

کی لفظ محکمیت میں ہے بتا رہی ہے کہ نماز ایک دائمی فرض
ہے جس کی فرضیت ہر زمانہ میں تھی اور ہر زمانہ میں رہے گی

درختار میں ہے۔۔۔ ولما یخل عنہا شر یحیت مرسل
یعنی نماز سے کسی پیغمبر کی شریعت خالی نہ تھی۔

اس وقت جو پیغام میں آپ کو سناتا ہوں یہ میرے
نفس کا پیغام نہیں۔ بلکہ یہ وہ پیغام ہے جو سات آسمانوں کے
ادب سے نازل ہوا۔ یعنی قرآن کریم کی چٹائیں ہیں جن
پر مسلمانوں کی طرح رہبردی کا بہت کچھ انحصار ہے آج
سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے اقبال مندوں کا ایک طبقہ
تھا (یعنی صحابہ کرامؓ) جن کے سامنے یہ کلام پاک عرش
بریں سے اترا اور اس جماعت نے سنتے ہی امانت
کی صلہ بند کی اور ان کی یہ سعادت بھری آواز ملک کو آتی
پسند آئی کہ قرآن مجید میں اس کا ذکر ان باعتبار کلمات
میں ہوتا :-

اننا سمعنا منا ویا نادی الایمان ای الامنوا

برو بکمر خا امنوا۔

کاش! آج تم بھی ان آیتوں کو سن کر اسی طرح
لیک کہو اور اپنی فرما برداری کا جو ہر دکھ کر اپنے مالک

عبادت کو اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ دین ہے طہارت
قیمہ یعنی ملت مسیح انبیاء کا ف۔ اس آیت سے علاوہ اس
کے کہ دین الہی کا پہلا سبق ایمان کے بعد نماز ہے یہ بھی معلوم
ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پاک کی اصل بنیاد
یہی تین چیزیں ہیں: - اَوَّلُ مَقِيْدَةٍ تَوْحِيْدٍ دُوْمُ نَمَازٍ سُوْمُ
زَكَاةٍ۔ ان تین چیزوں کے سوا جس عمدہ چیز میں آپ نے تعلیم فرمائی
وہ انہی کے تابع ہیں۔

نماز کی تاثیر اور خاصیتیں

نماز کی بڑی بڑی تاثیرات قرآن کریم میں مذکور ہیں یہاں
صرف دو آیتیں لکھی جاتی ہیں۔

رہا اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰ عَنْ فَعْلٍ مَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَلِذٰلِكَ
اَحَلَّهُ الْاَكْبَرُ۔ (آل مائدہ سورہ دوم)

(ترجمہ) یہ تحقیق نماز روکتی ہے بے حیائی کے کام اور خلاف
شریعت کام سے۔ ف۔ ذرا غور سے دیکھو کتنی بڑی خاصیت
ہے معلوم ہوا کہ ایک نماز کسی کی اگر درست ہو جائے تو تمام عیبوں
سے تمام گناہوں سے بچانے کے لئے پوری شریعت کا پابند
بنانے کے لئے نماز کافی ہے کیا اب بھی مسلمانوں کو نماز کی طرف
توجہ نہ ہو گی بعد کیا اب بھی اپنی نماز کو باقاعدہ درست کرنے کی
فکر نہ کریں گے۔

۱۵) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ
إِنَّ أَحَلَّهُ مَعَ الصَّبْرِ نَزَلَ۔ (سید قول سورہ بقرہ)

(ترجمہ) اے ایمان والو! وہاں تک کہ صبر اور صبر اور نماز کے
بہ تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ف۔ معلوم ہوا کہ
نماز حاجت مدد الہی کا مقبول وسیلہ ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

۱۶) حَافِظُونَ عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ اتَّقُوا
وَتَقُومُوا لِحُدُودِهَا قَانِتِينَ۔ (سید قول سورہ بقرہ)
(ترجمہ) حفاظت کرو نمازوں کی احد (خامکر) درمیانی
نماز کی کھڑے ہوا اللہ کے سامنے ادب سے۔ ف۔ درمیانی
نماز اکثر معسرین کے نزدیک عصر کی نماز ہے نماز کی حفاظت
کا حکم ایک عجیب معنی رکھتا ہے فقط کے معنی ہیں کسی
چیز کو نگاہ رکھنا مطلب یہ ہوا کہ نماز کا خیال رکھو نماز سے
غفلت نہ ہونے پائے۔

دین الہی کا پہلا سبق ایمان کے بعد نماز ہے

قرآن مجید کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ صرف ہماری شریعت
میں بلکہ تمام پیغمبروں کی شریعت میں ایمان کے بعد پہلا سبق نماز
ہے۔ اس مقام پر اپنی شریعت کے مطابق دو آیتیں لکھی جاتی ہیں
(سورہ) قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيَنْفِقُوا
مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ قَبْلَ أَنْ يَكْفُرُوا يَوْمَ لَا يَجْعَلُ فِيهِمْ وَلَا خَلِيلٌ
(دعا الہی سورہ ابراہیم)

(ترجمہ) اے نبی میرے ان بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہہ
دیجئے کہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ
ہماری راہ میں خرچ کریں قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں خرید
و فروخت ہو گی نہ دوستیاں ہوں گی یعنی قیامت کا دن:

۱۷) وَمَا أَوْفُوا إِلَّا لِيُعْبَدُوا وَاحِدًا مَّا خَلَقْنَاهُ لَكَ الذِّنَى
خُفَاءً وَيَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَنُفُوا لَكَ كَوْنًا وَذَلِكَ دِينُ
الْقِيَمَةِ ط۔ (بارہم سورہ ہینہ)

(ترجمہ) اور ہمیں حکم دیا گیا کہ لوگوں کو مگر اس بات کا کہ عبادت
کریں اللہ کی اس حال میں کہ خاص کرنے والے ہوں اس کے لئے

کی ایک عجیب شان ہے۔

(۸) وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِمْ
وَهُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ۔

(روافہ سورہ انعام)

(ترجمہ) اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ قرآن
پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں
ح۔۔۔ معلوم ہوا کہ قیامت پر آخرت پر جس کا ایمان ہوگا
وہ نماز کی حفاظت میں ہرگز کوتاہی نہ کرے گا۔

نمازیوں سے مالک عرش کے عہدے

(۹) قُلْ أَفَلَا فَلَاحٌ مِّنْ تَرْكِيْهِ وَرُكُوْا لِمَا رَزَقْتُمْ فِيْهِ

(پارہ ۴ سورہ اعراف)

(ترجمہ) یہ تحقیق فلاح پاکا وہ شخص جس نے پاکی حاصل کی
اور اپنے رب کا نام لیا پھر نماز پڑھی فلاح کی لفظ ہر قسم کی
نعمت کو شامل ہے۔

(۱۰) وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ
وَاتْتَمْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَرْتُمْ يُؤْمِنُوا
وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّا أَكْفُرَنَّ عَنْكُمْ
سَيِّئًا أَكْفَرْتُمْ وَلَّا تَخْلِفْنَ عَهْدِيْ مِنْ تَحْتِهَا
لَا أَنتَهَوْنَ۔ (لا یجیب اللہ سداۃ مائدہ)

(ترجمہ) اور اللہ نے فرمایا کہ یہ تحقیق میں تمہارے ساتھ
ہوں بشرطیکہ تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ میرے رسولوں پر
ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو اور اللہ کو اچھا قرض دو ضرور
ضرورت سے تمہاری برائیاں مٹا دوں گا اور ضرور ضرورت تم کو
باجوں میں داخل کروں گا مگر جس کے چپے نہ ہوں بہرہی ہیں۔

نے ایک خاص نماز بھی نماز حاجت کے نام سے تعلیم فرمائی ہے
(دیکھو علم النفع جلد دوم) یہ آیت قرآن مجید میں دو جگہ ہے ایک
جگہ مسلمانوں سے خطاب کر کے ارشاد ہوئی ہے جیسا کہ اوپر دیکھ
رہے ہو اور دوسری جگہ بنی اسرائیل کے قصہ میں ہے معلوم ہوا کہ
نماز کا وسیلہ حاجت روائی ایسا تمام نبیوں کی متفقہ شریعت ہے

ایمان حقانی نمازیوں میں منحصر ہے

(۱۱) إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ آلِهَتُهُمْ وَحَدَّثَ
تَلَوْا بِهِمْ وَإِذَا قُلِّبَتْ عَلَيْهِمْ يَأْتُوا بِآيَاتِهِمْ بَيِّنًا
وَعَلَامًا سَلَامًا يَتْلُوهُ الَّذِينَ يُحَقِّقُونَ الصَّلَاةَ
وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ
حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَرِسْقٌ لِّكُلِّ
فِرْقَةٍ مِّمَّنْ خَلَقَ الْمَلَأَ سُوْرَةُ انْقَالَ

(ترجمہ) مومن وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو
ان کے دل ڈجائیں اور جب ان کے سامنے اللہ کی آیتیں
پڑھی جائیں تو ان کا ایمان ترقی کرے اور اپنے پروردگار پر
پر بھروسہ رکھتے ہوں یعنی وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں
اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ
کرتے ہوں۔ یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لئے درجے ہیں
ان کے پروردگار کے پاس اور روزی ہے عزت کی۔

خدا اس آیت میں فرمایا کہ مومن وہی لوگ ہیں جنہیں یہ تین
صفتیں ہوں اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو
قرآن مجید کے سنتے سے ان کا نور ایمان ترقی کرے خط کے
سوا کچھ پرانی کا بھروسہ نہ ہو۔ پھر ان تینوں صفتوں کو نماز قائم
کرنے والوں اور زکوٰۃ دینے والوں میں منحصر کر دیا۔ واقعی نماز

ف۔ اہل ایمان ذرا غور سے دیکھیں کہ کتنا سوا سو ہے خدا کا بندے کے ساتھ ہونا کتنی بڑی دولت ہے اور یہ دولت صرف تین چیزوں کے عوض میں مل رہی ہے۔ ایمان۔ نماز۔ زکوٰۃ یقیناً مفت ہے اور مفت ہے۔

نرخ بالا کن کہ از زانی ہر سوز

قرآن کریم کا فیض نمازیوں کیلئے مخصوص ہے

(۱۱) اَلَمْ- خَالِكُ الْحَشْبِ لَا رَبَّ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْتُونَ زَكَاةً وَيُحِبُّونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ط (المرسلون)
(ترجمہ) یہ کتاب ایسی ہے کہ کچھ شک اس میں نہیں ہدایت ہے اُن ڈرے والوں کے لئے۔ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں
(۱۲) طس۔ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُبِينٍ هُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔
(قال الذین سورۃ نحل)

(ترجمہ) یہ آیتیں ہیں قرآن اور وارنح کتاب کی جو ہدایت و بشارت ہے ان ایمان والوں کے لئے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

(۱۳) المر۔ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ هُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ

(اقل ما ادخلى سورة لقمان)

(ترجمہ) یہ آیتیں ہیں حکمت طی کتاب کی جو ہدایت اور رحمت ہے ان نیکو کاروں کے لئے جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔
ف۔ اکثر آیتوں میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر ہے جیسا کہ تم نے دیکھا۔ دیکھو گے۔ اور درغفلت میں ہے کہ ہمیں جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر ہے اس سے زکوٰۃ کی اہمیت علماء نے ثابت کی ہے۔

نماز قائم کرو مشرکوں اور کافروں کا کام ہی

(۱۴) وَلَا يَفْقَهُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَزَكَّوْا مِنِ الْمُشْرِكِينَ ط (اقل ما ادخلى سورة روم)
(ترجمہ) نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے مت بنو۔
(۱۵) وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْكُفُوا أَعْيُنَكُمْ عَنْ زِينَتِكُمْ الَّتِي عَلَيْكُمْ قَالُوا إِنَّمَا نَحْمَدُ اللَّهَ عَظِيمًا ذِكْرًا وَمَا نَحْمَدُكَ إِلَّا بِمَا نَحْمَدُ اللَّهَ عَظِيمًا ذِكْرًا وَمَا نَحْمَدُكَ إِلَّا بِمَا نَحْمَدُ اللَّهَ عَظِيمًا ذِكْرًا وَمَا نَحْمَدُكَ إِلَّا بِمَا نَحْمَدُ اللَّهَ عَظِيمًا ذِكْرًا

(تبارک الذی سورۃ والمرسلات)

(ترجمہ) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کو دیکھتے نماز پڑھو تو نہیں پڑھتے۔ غرابی ہے قیامت کے دن جھٹلانے والوں کے لئے۔
ف۔ معلوم ہوا کہ نماز کی نیفحت پر عمل نہ کرنا خدا و رسول کے جھٹلانے والوں کا کام ہے۔

بے نمازیوں سے دوستی رکھنا اور ان کو

دینی بھائی سمجھنا جائز نہیں

(۱۶) إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا

الَّذِينَ يَتِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ
حُفَرَاءَ كَعْبُونَ۔ (لا یحب اللہ سونہ ماندہ)

(ترجمہ) سوا اس کے نہیں کہ دوست تہلہ اللہ ہے
اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم کرتے
ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ عاجزی کرتے والے ہیں۔

(۱۷) فَاَنْ تَابُوا وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ
فَاَخْرَجْنَا عَنْهُمْ الظُّلُمَ۔ (داعیہ سورہ توبہ)

(ترجمہ) پس اگر وہ لوگ کفر و شرک سے توبہ کریں۔ اور
نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو مہارے بھائی ہیں دین میں۔

ف۔ پہلی آیت سے نمازیوں میں دوستی کا انحصار اور دوسری
آیت سے دینی برادری کا انحصار ثابت ہوا لہذا معلوم ہوا کہ
بے نمازیوں سے دوستی یا دینی برادری کا برتاؤ جائز نہیں

اپنے متعلقین بی بی بچوں کو نماز کی تاکید

کرنا ہر شخص پر فرض ہے

(۱۸) وَلَا تُؤْمَرُوا بِالصَّلَاةِ وَلَا سَمِعْتُمْ عَلَيْهَا۔

(قال الم اقل سورة طہ)

(ترجمہ) اسے نبی اپنے اہل کو نماز کا حکم دیجئے اور خود
بھی نماز کی پابندی میں جو مصیبت پیش آئے اس پر صبر کیجئے
ف۔ اہل سے مراد بی بی اور ہو سکتا ہے کہ تمام متعلقین مراد
تھے جائیں۔

(۱۹) يَا أَيُّهَا أَقْرَبُ الصَّلَاةِ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَصْلِحْ مَا أَصَابَكَ إِنَّ
فَالِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ۔ (اہل اوجی سورہ لقمان)

(ترجمہ) اے میرے چھوٹے بیٹے نماز قائم کر۔ اور

لوگوں کو اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کر۔ اور
جو مصیبت تھے پہنچنے اس پر صبر کر بہ تحقیق یہ ہمت کے
کام ہیں۔ ف۔ یہ حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت ہے جو
انہوں نے اپنے فرزند کو کی۔ خدا نے ہم کو اس لئے سنانی کہ ہم
کو بھی ایسا ہی کرنا لازم ہے چھوٹی عمر میں اپنی اولاد کو نماز کا
عادی بنانا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اپنے بزرگوں
کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم دو اور جب وہ دس برس
کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو ان کو مارو۔

ایمان کے بعد رب سے زیادہ غرتِ مہجرت کی

چیز نماز قائم کرنا اور لوگوں کو نمازی بنانا ہے

(۲۰) الَّذِينَ إِذْ مَكَتَا هُمْ فِي الْأَكْثَرِ مِنْ أَقَامُوا
الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا
عَنِ الْمُنْكَرِ ط۔ (اقرب سورہ حج)

(ترجمہ) (یہ صحابہ مہاجرین) ایسے لوگ ہیں کہ جب ہم ان
کو زمین میں حکومت دیں گے تو قائم کریں گے وہ نماز اور
دیں گے زکوٰۃ اور حکم دیں گے اچھی بات کا اور منع کریں گے
بُری بات سے۔

ف۔ مطلب یہ ہے کہ سلطنت و حکومت ایک ایسی چیز کہ اس کے
نشہ میں بدست ہو کر بڑی بڑی بغاوتیں لوگوں نے کی ہیں مگر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مہاجرین ایسے ہیں کہ حکومت
و سلطنت کے مرتبہ پر پہنچنے کے بعد بھی نماز و زکوٰۃ میں ویسے
ہی مشغول و سرگرم رہیں گے جیسے کہ تھے اور دین الہی کی
ترویج میں اسی طرح کوشش کریں گے۔ جس طرح پہلے
کرتے تھے۔

کفر کے بعد سب سے زیادہ ذلت و نفرت کی چیز بے نمازی ہونا اور نماز سے روکنا ہے

(۲۳) وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عَنِ الْبَيْتِ إِلَّا مَكَاوً وَتَضَدٍ - (قال الما سورة انفال) (ترجمہ) اور ہمیں سچی نماز ان کی کعبہ کے پاس مگر سیٹی بجانا اور تالی پٹینا۔

ف۔ کھڑکھ کی مذمت بیان ہو رہی ہے کہ وہ نماز اچھی نہ پڑھتے تھے نماز میں کھیل کود کی حرکتیں کرتے جاتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

(۲۴) فَلَا صَدَقَ وَلَا حَصَّةٌ وَلَكِنْ كَذَّبَ وَتَوَكَّه - (تبارک الذی سئلہ فیما مر)

(ترجمہ) پھر اُس نے (نبی کی) تصدیق نہ کی اور نماز نہ پڑھی۔ بلکہ نبی کی تکذیب کی اور منہ پھیرا۔

ف۔ کافر کی حالت اور اس کا عذاب آیت میں بیان ہوا ہے اور وجہ اس کے بیان فرمائے ہیں۔ اول ایمان نہ لانا۔ دوسرے نماز نہ پڑھنا۔

اس آیت میں نماز نہ پڑھنے کو نبی سے منہ پھیرنا فرمایا جیسا کہ تغافل سے ظاہر ہے یا اللہ ہم لوگوں کو اس بلا سے محفوظ رکھو۔

بنفعل و کریم آمین۔

(۲۵) أَلَمْ تَرَ آيَاتَ الَّذِينَ يَسْعَىٰ هَٰؤُلَاءِ إِذَا صَلَّوْا - (پلہ ہم سہۃ اقران)

(ترجمہ) پس کیا دیکھا ہے تو نے اُس شخص کو جو رکتا ہے

(۲۱) تَرَاهُمْ رُكْعًا يَحْجِدُونَ فُضُلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سَيَانُهُمْ فِي وَجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ الشُّجُوذِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْلَادِ - (رحمہ۔ سورہ فتح) (ترجمہ) دیکھتا ہے تو ان (اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو رکوع کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے۔ چاہتے ہیں بخشش اللہ کی طرف سے اور غامدی نشانی اُن (کے) مقبول ہونے کی اُن کے چہروں میں نمودار ہے سجدہ کے اثر سے یہ حالت ان کی تواریت میں (بیان ہو چکی) ہے۔

ف۔ غلامہ مطلب یہ کہ صحابہ کرام نماز پڑھتے ہیں اور نماز سے ان کا مقصد سوا ہلری رضا اور خوشنودی کے کچھ نہیں ہے اور ان کے غلغلائے سجدوں کے قد نے نہ صرف ان کے دلوں کو بلکہ چہروں کو بھی متاثر کر دیا ہے اور خدا کو ان کی نماز اس حد پسند ہے کہ تواریت میں جو ان کے وجود سے صدیوں پہلے کی کتاب ہے ان کی نماز کی اور ان کی تعریف ثابلی فرماتی تھی۔

اسے اصحاب نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) علی من محبتکم وعلیکم تم کو یہ دولت خدا دلا مبارک رہے طوبی کم ثم طوبی لکم۔ (۲۲) کان یا مراءہما جالصلۃ و ذکوۃ و کان عند رجبہ مرضیا۔

(قال الم اقل سورۃ مریم)

(ترجمہ)

وہ (یعنی اسمعیل علیہ السلام) اپنے لوگوں کو نماز کا حکم دیا کرتے تھے اور اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

ہمارے بندہ کو نماز سے۔

ف۔ اس آیت میں البرجہل کا حال بیان ہو رہا ہے کہ وہ نبی کو نماز سے روکتا ہے اور آگے کی آیتوں میں اس قدر اس پر غصہ کیا ہے کہ آج ان الفاظ کے پڑھنے سے بدن کا نپ جاتا ہے فرمایا ہے کہ اگر وہ باز نہ آئے گا تو ہم اس کو پیشانی کے بل گھسیٹیں گے۔

البرجہل نے بڑی بڑی شہادتیں کیں سخت سخت ایٹا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ غصہ اس حرکت پر آیا کہ وہ نماز سے روکتا ہے۔

نماز اچھی پڑھنے کی کوشش کرنا چاہئے

اور خدا سے عالمگیر چاہئے کہ ہم کو اچھی نماز کی توفیق دے

(۱۶۶) مَسَّ بِأَجْعَلَنِي مُقِيمًا الصَّلَاةَ وَمِنْ ذُنُوبِي

(رحمہ اللہ سورہ ہود)

(ترجمہ) اے میرے پروردگار مجھ کو نماز کا قائم کرنے والا بنا دے اور میری اولاد میں سے بھی۔

ف۔ اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا نقل فرمائی گئی ہے خدا نے ہم کو یہ دعا سنائی کہ دیکھو ہمارے مقبول بندے نماز کو ایسی بڑی چیز سمجھتے تھے کہ عہد سے عہد نماز پڑھتے تھے پھر ہم سے دعا مانگتے تھے کہ اے مالک ہم کو نماز کا قائم کرنے والا لیجئے اچھی نماز پڑھنے والا بنا دے تم بھی ایسا ہی کرو۔ اچھی نماز پڑھو اور اچھی نماز پڑھنے کی توفیق ہم سے مانگئے رہو۔

برادرانِ من!

اس وقت میں اس خط کو اسی مقام پر ختم کرتا ہوں۔ اگرچہ ابھی بہت کچھ لکھنا باقی ہے

انہ کے باتو مجھ ختم غم دل ترسیدم

کہ دل آزدہ شوی در نہ سخن بسیار است

اس کے بعد اگر آپ لوگوں کی طرف سے طلب صادق اور شوقِ کامل کا ٹھہر ہو۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ کسی دوسرے خط میں اچھی نماز پڑھنے کا وہ طریقہ اور تدبیر کیوں گا جو خداوندِ کریم جل شانہ نے اپنی کتب مبارک سے اس ناچیز پر منکشف فرمایا ہے اور یہ اس ملک کا انجام ہے جس کا شکرتیہ ہر مومن بن دربان ہو جائے تو بھی ادا نہیں ہو سکتا۔

برادرانِ من!

اس وقت بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ جو دعا کتب اللہ کا آپ لوگوں کو سنایا گیا ہے اور جو تاثیر اس کی آپ کے دلوں پر ہوتی ہے اس تاثیر کی حفاظت کیجئے آیات اللہ کے تیر مژگان نے جو ختم آپ کے دلوں پر ڈالے ہیں خدا کرے وہ ختم ہمیشہ ہرے میں ایسا نہ ہو کہ آپ کی غفلت سے وہ ختم مندل ہو جائیں

نختمِ دلِ منظرِ مبادا بہ شود ہشیر باش
کیس جواحت یا گارِ ناوکِ شرِ گلانِ است

ان شاء اللہ عزوجل حضرت محمد الدین صاحب اثرہ زہری۔ لکھنؤی۔

سیدنا حسین بن علیؑ کی قربانی

اے حسین بن علیؑ اے گلستانِ نبیؐ
تیری توقیر کی شہادت ہے شہادتِ تیری
تیرے منشور سے ہے حکمِ خدا کی تجدید
رایتِ عظمتِ اسلام تیرے ہاتھ میں ہے
اللہ اللہ تیرا بدبے سطوتِ حبلال!
کو کعبہ عرش کا شرمندہ ہو جا تا تھا
نیری تسکین کو جبریلِ امین آتے تھے
ہاں تیری ذات تو تھی زینتِ بارِ اسلام
اے حسینؑ اے کہ شہادت تجھے سرمایہٴ ناز
کہ بلا آج تلک یاد دلاتی ہے تیری
تیرے ایمان کی حکایت کو بیاں کرتی ہے
وہ شتمِ کمیش حکومت وہ ستگر فوجیں
نورِ انوار ازل شمعِ شہستانِ نبیؐ
ثبت ہے صفحہٴ ستمی پر سیادتِ تیری
ہے تیرے حکم سے فرمانِ نبیؐ کی تائید
عربِ فاروقؓ کی مصمصا تیرے لئے تھیں
سایہٴ فگن تھا تیرے سر پہ پائے اقبال
ہاں تیرا نقشِ قدم مہر کو شرماتا تھا
حالانِ فلکِ عرش بریں آتے تھے
تھا ترے نام سے تابندہ چراغِ اسلام
ناز کرتا ہے تیری ذات پہ صحرائے حجاز
دامتِ انعم و السلام سناتی ہے تیری!
تیری غیرت کو محبت کو عیاں کرتی ہے
سرِ سبزِ ظلم کے گردابِ جفا کی موجیں

بھڑکتی ہیں اٹھیں شور مچانے کے لئے
 دل اسلام کو نیزوں سے دکھانے کیلئے
 کہا اے سبطِ نبیؐ عہدِ اطاعت کیجئے
 ہاتھ پر حاکمِ دوراں کے بیعت کیجئے
 بولے شہیر کہ یہ امر محالات سے ہے
 خدمتِ حق کہیں فاسق کی مدارت سے ہی
 مطلقاً ڈر نہیں اس کا کہ سر جائے گا:
 قتل ہونے کو مرا نورِ نظر جاتے گا۔
 گھر لٹے یا نہ لٹے جان رہے یا نہ رہے
 مجھ کو لازم ہے کسی چیز کی پرواہ نہ ہے
 نہیں رہتا میں بیعت کے لئے آمادہ
 اپنے نانا کی شریعت کا ہوں میں دلاوہ
 کوفہ و شام کی فوجوں سے جدر ہے کس کو
 خولی و ثمر کی شمشیر سے ڈر ہے کس کو
 ہے مرے پیشِ نظر معرکہ بدر و خنین
 سبقِ نصرتِ اسلام ہے یہ بہرِ حسینؑ
 یاد ہے معرکہ حُمرہ جزار مجھے!
 یاد ہے مجھ کو ابھی دِزِجِ امامِ مظلوم!
 یاد ہے بابا کی کہانی نہیں بھولی مجھ کو!
 اپنے نانا کی تشنہ دہانی نہیں بھولی مجھ کو
 پیروی ہے مجھے اصحابِ محمدؐ کی پسند
 صبرِ لازم ہے مجھے گرچہ ہوا سے بھی دُشمن
 نہیں منظور ہے فاسق کی اطاعت مجھ کو
 یاد ہے یاد ہے وہ دورِ خلافتِ مجھ کو
 نقشِ توحیدِ زمانے میں جلی ہوتا ہے
 عامِ دشتِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہوتا ہے!

حضرات صدیق و فاروقؓ

غیر مسلم مورخین کی نظر میں

حضرت مولانا پیر غلام دستگیر صاحب تاجی محلہ چلہری بیاں لاہور

تمہید۔ اسلام کی پوری تاریخ میں ایک سطر بھی ایسی نہیں ملتی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور حضورؐ کے بعد اجل صحابہ اور خاص طور پر خلفائے راشدین اور ان میں بھی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسلام سے ذرہ برابر بے وفائی کی ہو۔ تاریخ بتاتی ہے اور صحیح بتاتی ہے کہ یہ نفوس قدسیہ اسلام کے غلغلو ترین و فادار تھے۔ ان کی کوششوں کی بدولت اسلام کو زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی و سر بلندی اور غلبہ نصیب ہوا۔ دور خلافت میں ایک طرف۔

يَذْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِنَا اٰخِلًا
کاروچ پر دھنظر دکھائی دیتا ہے تو دوسری طرف اسلامی حکومت کے حدود وسیع تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت فرزدان اسلام کے سامنے ٹک نہیں سکی جس کی نے سرکشی کی اُسے سرنگوں ہونا پڑا۔ اللہ کے کلمہ کو ایسی بے بسی پھر کبھی میسر نہ آ سکی۔

حضرات شیخین کا حسن کردار

حضرات شیخین (ابو بکر و عمرؓ) نے جس بے نفسی کے ساتھ حکمرانی کی ہے اور اپنی ذات اپنے اہل و عیال اور متعلقین

کو دنیوی لذتوں سے جس قدر دور رکھا ہے وہ ایک طرف دنیا کے لئے ”مثالی موت“ ہے اور دوسری طرف اس حقیقت کو سامنے لاتا ہے کہ ”غاصبین“ کا کیا یہی سیرت و کردار ہوتا ہے اور ایسے قدسی صفت افراد جو بیت المال سے دوا کے لئے بھی شہد بھی اُمت کی اجازت کے بغیر نہ لے سکے ہوں کیا کسی کا ”حق غصب“ کرنے کے زور دار ہو سکتے ہیں؟ دنیا کی تاریخ میں ان بادشاہوں اور حاکموں کی بھی زندگیاں ملتی ہیں جنہوں نے لوگوں کے حقوق غصب کر کے حکومتوں پر قبضہ کیا ہے مگر صدیق و فاروقؓ کا کردار ان کی زندگیاں سے صاف طور پر نمایاں اور ممتاز نظر آتا ہے۔

مشرقیوں نے خلفائے راشدین کی زندگیاں کو پڑھ کر جو رائے قائم کی ہے اس کے چند اقتباسات یہاں پیش کئے جا رہے ہیں دنیا کے کسی متعصب سے متعصب غیر مسلم مورخ نے بھی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اسلام سے بے وفائی یا نفاق کا الزام نہیں لگایا۔ لگا کیسے سکتے تھے جبکہ اسلام کے ساتھ ان کی وفاداریاں روز روشن کی طرح نظر آ رہی ہیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ حضرت عمر فاروقؓ اور ”نفاق“ توہر انھو باللہ! یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی بد باطن کہنے لگے کہ نوشیروان ظلم کیا کرتا تھا۔ سکندر کی ساری عمر غلامی میں بسر ہوئی ہے۔ سورج اندھیرا چھلکاتا ہے۔ گلاب کے پھول سے لہند

لی جی وہ بھی ان کے ضمیر پر گراں تھی لہذا ابو بکرؓ نے بستر مرگ پر یہ حکم دیا کہ ان کی خواتین جائداد سے کچھ زمین خرید کر کتبے جتنی رقم وہ بیت المال سے لے چکے ہیں اتنی ہی رقم بیت المال میں جمع کر دی جائے۔ (ص ۷۵)

”اپنی افتاد طبع کے لحاظ سے ابو بکرؓ بے حد نرم اور مشرف تھے۔ عمر کہا کرتے تھے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس کی خاطر لوگ اتنی آسانی سے اپنی جان پر کھیل جانے کو تیار ہو جائے۔“ (ص ۷۹)

”اپنے دربار میں بھی ابو بکرؓ نے محمدؐ کی سادہ اور کفایت شعارانہ زندگی کو برقرار رکھا۔ خدم و شتم اور حاجب و دربان کا سوال ہی نہ تھا اور نہ کوئی ایسی چیز تھی جو شان و شوکت اور ٹھٹھاٹ باٹ سے ذرا بھی میل کھاتی ہو..... ابو بکرؓ اپنی ذات کو دکاموں کے سلسلے میں کبھی نہ بٹشتے اور چیزوں کی تمام تفصیلات میں جانے کی کوشش کرتے آپ راتوں کو غریبوں، دکھیاؤں کا حال معلوم کرنے کے لئے نکل پڑتے تھے۔ ایک رات عمرؓ نے انہیں ایک اندھی بڑھیا کی خبر گیری کرتے ہوئے پایا جس کی خبر گیری کے لئے خود عمرؓ بھی گئے تو نے تھے ابو بکرؓ نے محکمہ عدل عمرؓ کو سوپ دیا تھا مگر پورے ایک سال کے دوران میں کل دو مقدمے آئے۔۔۔۔۔

ریاست کی نہر پر والد بہترین حکمران ٹھہرا ہوا تھا..... بڑے بڑے مناصب یا دفین کی (کمان کے لئے لوگوں کا انتخاب کرنے میں ابو بکرؓ جاہل داری سے پاک اور ان لوگوں کے کردار کا اندازہ لگانے کے سلسلے میں بڑے دانا اور فہیم تھے

(ص ۸۰-۸۱)

ابو بکرؓ کو اپنی ذاتی اعراض کی تکمیل کی کوئی فکر نہ تھی اگرچہ انہیں بادشاہوں کا سا اقتدار حاصل تھا جس کے لئے وہ جواب دہ بھی نہ تھے انہوں نے اسے (یعنی اقتدار کو)

آتی ہے چاندنی بڑا بیانک منظر پیش کرتی ہے نسیم صبح کے جھوٹے آگ برساتے ہیں اور برف کے چھوٹے سے ہاتھ مل جاتا ہے جب کوئی حقیقتوں کو اس طرح بے دردی سے الٹ دے تو وہ ان نفوس قدسیہ پر تھمتیں جوڑ کر اپنے دین و ایمان کو بھی خراب کر سکتا ہے۔

سر ولیم میور کی رائے

حق ابو بکرؓ کی نسبت۔

محمدؐ کی وفات کے چھ ماہ بعد تک حسب سابق ابو بکرؓ بالائے مدینہ کے ایک مقام النخ میں قیام فرماتے رہے یہاں وہ ایک سادہ سے مکان میں اپنی بیوی کے ساتھ رہتے تھے جس سے مدینہ آنے پر انہوں نے شادی کی تھی وہ ہر روز صبح سویرے یا تو گھوڑے پر یا پیدل محمدؐ کی اس مسجد میں جاتے جہاں آپ قیام فرمایا کرتے تھے اور جہاں سے عکمرانی کرتے تھے یہاں آکر ابو بکرؓ دن بھر کام کرتے اور نمازوں کی امامت بھی کرتے ان کی عین حاضری میں یہ فریضہ عطر انجام دیتے..... یہاں بھی انہوں نے اپنی ابتدائی زندگی کی شدید سادگی برقرار رکھی یہاں تک کہ گھر کی بکریوں کا دودھ بھی خود ہی دوہتے۔ خلافت کے ابتدائی زمانے میں ابو بکرؓ کی گذر بسر کا ذریعہ ان کا اپنا کاروبار تھا لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ یہ کاروبار ریاست کے خزانے میں خلل انداز ہوتا ہے اپنے گھر کا خزانہ چلانے کے لئے چھ ہزار درہم سالانہ کا مشاہرہ لینے پر تیار ہو گئے۔

پھر یہ دیکھ کر مسجد نبویؐ جہاں محمدؐ کے زمانہ کی طرح تمام اجتماعی کام انجام دیئے جاتے تھے۔ سچ سے دوسرے وہ مسجد نبویؐ کے پاس ہی منتقل ہو گئے۔

عوام کے بیت المال سے جتنی کچھ رقم ابو بکرؓ نے

عرب کے حکمران تھے جب آپ کی وفات ہوئی تو وہ ایک سلطنت کے خلیفہ تھے باز نظمی سلطنت کے حسین صوبے اور ایران تک پہنچے تھے لیکن اس عظیم الشان اقبال مندی کے پورے دور میں آپ نے اپنے فیصلوں میں کبھی بھی میانہ روی اور دانشمندی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور نہ خود کو ایک سادہ اور معمولی عرب سردار سے زیادہ بلند سمجھا۔ بعض اوقات باہر سے آنے والے پوچھتے کہ خلیفہ کہاں ہے؟ اور مدینہ کی مسجد کے صحن میں اُسے کہیں تلاش کرتے رہتے دراصل حالیکہ اس سارے وقت تلاش و جستجو کے دوران (خود وہ خیراں روا اپنے گھر کے (محمولی) کپڑے پہنے ہوئے ان کے سامنے ہی بیٹھا ہوتا۔

عمرؓ کی زندگی کے بارے میں لکھنے کے لئے صرف چند سطریں درکار نہیں۔ سادگی اور احساسِ فرض یہ ان کی زندگی کے رہنما اصول تھے اور غیر جانبداری اور مخلصانہ خدمت گزاری ان کے نظم و نسق کے امتیازی نشانات تھے اور ان کا احساسِ ذمہ داری اس قدر شدید تھا کہ عمرؓ کی زبان سے یہ الفاظ سننے گئے:-

کاش میری ماں نے مجھے نہ جینا ہوتا کاش میں ایک گھاس کا تنکا ہوتا۔“ (ص ۱۹۰-۱۹۱)

”عمرؓ اپنے ہاتھ میں کوڑا لئے مدینہ کی گلیوں، اور بازاروں کے چکر لگاتے رہتے تاکہ مجرموں کو بر محل سزا دے سکیں۔ اس لئے یہ کہادت مشہور ہو گئی کہ عمرؓ کا کوڑا۔ اوروں کی تلوار سے زیادہ ہیبت ناک ہے۔“ لیکن ان باتوں کے باوجود عمرؓ بڑے رقیق القلب تھے اور لوگوں پر ان کی شفقت و مہربانی کے بے شمار واقعات (تاریخ میں) ملتے ہیں۔ مثلاً بیواؤں اور یتیموں کی ضروریات کی تکمیل۔

The caliphate its Rise

صرف اسلام کے مصالح اور عوام کی بہبودی کے لئے احتمال کیا وہ کہا کرتے تھے کہ ”مجھے خلیفۃ اللہ نہ کہا کر۔“ مجھے خلیفہ رسول کہا کر۔ ابو بکرؓ کے سامنے ہمیشہ یہ سوال تھا کہ عمرؓ کا اس مسئلہ میں کیا حکم ہے؟ یا یہ کہ اس معاملہ میں آپ دھم کیا طرزِ عمل اختیار کرتے؟ اور اس سوال کا جو جواب بھی ہوتا اس سے ابو بکرؓ نے کبھی بال برابر بھی تجاوز نہیں کیا۔ اسی وجہ سے انہوں نے (فتنہ) ارتداد کو کچل ڈالا اور اسلام کی بنیادیں مستحکم کر دیں آپ کا دور حکمرانی بڑا مختصر تھا۔ لیکن محمد کے بعد کوئی اور شخص ایسا نہیں ہے جس کا یہ منصب (اسلام) اتنا زیر بار احسان ہو۔“

اسی چیز کے پیش نظر اس وجہ سے کہ ابو بکرؓ کا محمدؐ پر ایسا ایمان و اعتقاد خود محمدؐ کے اخلاص کا ایک زبردست ثبوت ہے میں نے ابو بکرؓ کے سیرت و کردار کے بارے میں کسی قدر تفصیل سے کام لیا ہے اگر محمدؐ نے اپنے کام کا آغاز ایک جہل سار کی حیثیت سے کیا ہوتا تو وہ ایک ایسے شخص کی دوستی اور اس کا اعتماد نہ حاصل کر پاتے جو صرف دور اندیش اور عقل مند ہی نہیں تھا بلکہ جو ساری عمر اپنے اصولوں میں یک رنگ و مخلص رہا ہو۔

حضرت عمرؓ کے متعلق

عمرؓ نے جو نبی کے بعد اسلام کی مملکت میں سب سے عظیم الشان تھا اس طرح وفات پائی۔ سب سے عظیم اس لئے کہ عمرؓ کے دور حکمرانی کے ان دس سالوں ہی میں دانشمندی صبر اور قوت کے طفیل شام، مصر اور ایران فتح ہوئے ابو بکرؓ نے مرتد قبائل کو صردر دیا۔ لیکن ان کی وفات کے وقت اسلام کی خوبیں ابھی شام کی سرحد ہی کو پار کر سکی تھیں عمرؓ نے اپنی حکمرانی کا جب آغاز کیا اس وقت آپ صرف

تھیوڈور نولڈیک (Theodor Noldike) کی رائے

حضرت ابو بکرؓ کی نسبت

محمدؐ کی وفات (۸ جون ۳۳ء) کے بعد آپ کے سربراہ اور وہ اصحاب نے اکٹھا ہو کر ابو بکرؓ کو آپ کے سب سے زیادہ معتقد علیہ دوست تھے آپ کا جانشین

چن لیا۔ ابتدا میں انصارِ مدینہ کے ذہن میں اس خیال کے دور کرنے میں کہ اہل بیت کا منصب ان میں سے کس کو ملنا چاہئے۔ یقیناً کچھ دشواری پیش آئی۔ لیکن علیؓ کی آزدگی پر (جن کی بیوی فاطمہؓ اور ان کے چچا زاد بھائی محمدؓ کی اکیلی زندہ اولاد تھیں) کوئی خاص توجہ نہیں کی گئی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابو بکرؓ کا انتخاب ایک ایسا انتخاب تھا جس کی خود نبیؐ کو پسندیدگی حاصل ہوئی۔ عرب محمدؐ کی وفات کی خبر سننے ہی گروہ درگروہ بغاوت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے بہتوں نے اسلام سے مکمل طور پر دست کشی اختیار کر لی بعض نماز کو برقرار رکھنے کے لئے تو تیار تھے لیکن زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے آمادہ نہ تھے۔

یوں سمجھئے کہ محمدؐ کا پورا کام معرعنِ بحث میں اگلیا تھا ایسے وقت میں اسلام کی طاقت اور ایک فرد کے مضبوط عزم کی قوت کا اظہار ہوا۔

ابو بکرؓ خود اپنے ایمان و اعتقاد میں مضبوط تھے۔ شدید ضرورت کے تقاضوں کے باوجود بھی ایک لمحہ کے لئے ان باغیوں کے ساتھ ذرہ برابر ردِ عایت کرنے پر آمادہ نہیں ہوئے۔

(ص ۷۷، ۷۸)

decline and fall

(Edinburgh 1915)

(R.A. Nicholson)

آر۔ اے نکلسن کی رائے۔

حضرت ابو بکرؓ کی نسبت۔

ابو بکرؓ مزاج میں سادہ اور اپنے عمل میں نشانِ شوکت کی نمائش نہ تھی ادنیٰ پر اپنے پختہ ایمان کی بدولت ”صدیق“ کا لقب حاصل کر چکے تھے۔ طبعاً شریف اور رحمدل۔ لیکن جب اسلام پر خطرے کی گھڑی آتی تو مضبوطی سے اپنی جگہ پر جمے رہے اور اپنے فولادی ہاتھ سے اس بغاوت کا سر پھیل کر رکھ دیا جو محمدؐ کی وفات کی خبر پا کر جنگل کی آگ کی طرح پورے عرب میں پھیل گئی تھی۔ (ص ۱۸۳)

حضرت عمرؓ کے متعلق۔

اوپر جو واقعات بیان کئے گئے ہیں ان سے ان (عمرؓ) کے کردار کے اہم خدوخال سامنے آجاتے ہیں سادہ و کم خرچ، خوف اور بے جا ردِ عایت کے بغیر اپنا فرض انجام دینے والے (خود پر) سختی کرنے کی حد تک سرگرم عمل لیکن کمزوروں کے ساتھ نرمی کی صلاحیت رکھنے والے) دوسروں کے اور خاص طور پر خود اپنی ذات کے لئے سخت گیر ناقد و مبصر۔ عمرؓ ایک پیدائشی حکمران تھے اور ان کے روئیں روئیں میں انسانیت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ (ص ۱۸۹)

Adilary History of the Arabs. London.

(1923 II edition)

حضرت عمرؓ کے متعلق

عمرؓ نے جو ابو بکرؓ کے مختصر دو سالہ عہدِ حکمرانی کے بعد
محمدؐ کے خلیفہ بنے اور جو "امیر المومنین" کا لقب اختیار کرنے
والے پہلے شخص ہیں ایک مکمل عسکری و مذہبی ریاست منظم
کی، مذہب کے اصولوں کو شدت سے برقرار رکھا غلیفہ
اپنی رعایا میں سے حقیر ترین افراد کی سہ سادہ زندگی گزارتا
تھا۔ (د ص ۷۶)

ایڈورڈ ایڈیبا کی رائے

دو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک معمر آدمی تھے لیکن
ان کی شخصیت میں ناقابلِ تسخیر عزم و ارادہ کی قوت اور ایک
درمیش کے ایمان کی پاکیزگی اور اخلاص ایک ساتھ جمع
ہو گئے تھے اور یہ انہیں کے غیر متزلزل ارادے اور عظمت
کا سامنا کرنے کی صلاحیت کا طینل ہے کہ اسلام محمدؐ کی
وفات کے صدمے سے جان بر ہو سکا اور ایک ایسے
خطرناک وقت کے دبیش ہونے کے بعد بھی جبکہ اسلام
کی بنیادیں ہل چکی تھیں وہ نہ صرف زندہ رہا بلکہ پورے جزیرہ
نمائے عرب پر چھا گیا۔

(د ص ۳۰) عرب ایڈن برگ۔ ۱۹۵۵ء

مسٹر آر۔ وی۔ سی باڈلے کے تاثرات دربارہ حضرت سچین (ابو بکر صدیقؓ)

مسٹر باڈلے (Badley) نے ۱۹۶۴ء میں ایک
کتاب بنام (The messenger) یعنی پیغمبر
تحریر کے شائع کی۔ مصنف نے ایڈن اور سمیڈ ہرس میں
تعلیم حاصل کی اور دس برس ساٹھویں رانفلز میں ملازمت کی۔

صلح کی کانفرنس منعقدہ پیرس میں کرنل باڈلے ٹی۔ اسی لارنس
سے ملے اور انہی کے رسوخ سے بددوئل میں جا کر رہے۔
آپؓ سات برس صحرائیں بسر کئے اور انہی سے محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی اور ان کی صحابہ کی خنصاۃ خدمت اسلام کا اثر لے
کر لوٹے اور بعد ازاں مطالعہ دیگر کتب "کتاب دی میسجر" رقم نمائی
آپؓ کے متعلق گرد و پیش کتاب میں لکھا ہے کہ اس وقت آپؓ
اپنی معلومات اور تجربوں پر امریکہ میں گھر دے رہے ہیں۔
(نوٹ) یہ کتاب مجھے شفقتی ڈاکٹر عبدالحمید صاحب بالقابہ
سابق ڈپٹی کمشنر آفیسر لاہور کارپوریشن نے عطا کی جن کی مہربانی
کامیں بہت ممنون ہوں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے متعلق اظہارِ تاثر

مسٹر باڈلے رقم طراز ہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بڑے
گہرے دوست اور شروع ہی سے رفیق عبداللہ بن عثمان
تھے ان کے اس نام سے بہت کم لوگ واقف ہیں عام طور
پر انہیں الصدیق (یعنی راست گو) کہتے ہیں اور ان کی
مشہور کمینٹ ابو بکر دیمیتی نوجوان اونٹوں کا باپ (دجر اس
اونٹوں کو کہتے ہیں جو دوسرے اونٹوں کا پیشرو ہو۔ ناجی)
یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے یہ کمینٹ کب اختیار
کی مگر وہ اس کمینٹ سے مشہور ہیں اور میں بھی آئندہ یہی
نام استعمال کروں گا۔

تعارف: حضرت ابو بکرؓ ایک دولت مند سوداگر تھے انہوں
نے کم سرمایہ سے کام شروع کیا اور قابلِ قدر جہاد اور
وقار پیدا کر لیا۔ آپؓ ہوشیار اور زیرک آدمی تھے۔ گو ان
میں (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا جوش اور سرگرمی نہیں تھی۔ مگر
بڑے پسندیدہ اوصاف: خوش چلن اور کفایت شعار تھے
عقاب جیسا عوش نما سر تھا پہرے کی رنگت مائل بہ سرخی اور

طراز ہی زیادہ گنجان نہیں تھی۔

ابوبکرؓ کے میں اپنی ذاتی پیدا کردہ دولت کو عیش و عشرت میں صرف کرتے تھے (مگر نہیں کی) (حضرت محمدؐ صلم) کے دست راست ہونے کا بھی آپ کو شرف حاصل تھا۔ اور اسی وجہ سے آنحضرتؐ کے عیض اول منتخب ہونے لگا۔ آپ کے خیالات پاکیزہ اور معیشت نابذات تھی (یعنی اپنی دولت اور دجاہت کو عیش و عشرت اور ذاتی اغراض کا ذریعہ نہیں بنایا۔ (ص ۵۶)

حضرت محمدؐ صلم نے سابق الاسلام مسلمانوں کی نسبت اظہار رائے کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے جس کسی کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے ابوبکرؓ کے سوا بلا تامل اسلام قبول نہیں کیا۔ ابوبکرؓ واحد شخصیت تھے جن کا عزم مصمم تھا (حضرت محمدؐ کے مشن کو ان کے بعد جاری رکھنے والے ابوبکرؓ ہی تھے ابوبکرؓ کا عقیدہ راسخ تھا انہوں اصولی اسلامی کو تسلیم کر کے ان پر عمل کیا (حضرت محمدؐ صلم) نے فرمایا: اگر ابوبکرؓ کا ایمان ایک پڑے میں رکھا جائے اور باقی سب کا دوسرے پر تو ابوبکرؓ کا پلہ بھاری ہوگا۔ (ص ۶۶)

رفاق ابوبکرؓ وقت ہجرت :-

مطرباڈے ہجرت کے باب میں بیان کرتے ہیں کہ جب مکہ کے سرداران قریش ابو سفیان اور ابو جہل کو معلوم ہو گیا کہ یثرب میں مسلمانوں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی ہے جن کو تیار کرنے کے لئے عمرؓ پڑے طرراق سے وہاں جا چکے ہیں۔ اس طرح حضرت عمرؓ کے جانے کا حال ان کے ذمہ بیان ہو گا (نامی) اس لئے ضروری ہے کہ خطرات پیدا ہونے سے پہلے اصل بانٹے اسلام (محمدؐ) کا خاتمہ کر دیا جائے محمدؐ صلم کے خون کے انتقام سے بچنے کے لئے

یہ قرار پایا کہ ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی لیا جائے اور سب مل کر علیؓ الصبح (حضرت) محمدؐ کا خاتمہ کر دیں۔ (ص ۱۲۴) اس مشورہ کی آنحضرتؐ (محمدؐ صلم) کو بھی اطلاع مل گئی انہوں نے خیال کیا کہ اگر مجھے اپنی اور دوسروں کی جان بچانا ہے تو ہجرت کر جانا چاہئے۔ مشورہ کے لئے آپؐ نے ابوبکرؓ اور علیؓ کو بلایا۔ ابوبکرؓ نے کہا: میں آپؐ کا رفیق سفر بنوں گا۔ علیؓ نے کہا: میں یہیں رہوں گا۔ علیؓ کی قریش سے ناموافق نہیں تھی اور وہ عورتوں اور بچوں کی نگہداشت کر سکتے تھے۔ اسی اثنا میں جب کہ رات کا اندھیرا چھا رہا تھا فاقوں کے گلی کوچوں میں پھرنے کی اہم معلوم ہوئی۔ دیر میں اندھیرا اس لئے آنحضرتؐ ابوبکرؓ کے ساتھ لے کر یثرب کی طرف روانہ ہو پڑے۔

اشاء عشری موتخ کا بیان رفاقت ابوبکرؓ

اب میں بطور حلیہ حضرت غیر مسلمین کے اقوال سے ہٹ کر مرزا محمد رفیع باذل قزوینی ایرانی کی کتاب حلیہ حیدری کے ترجمہ غزوات حیدری مطبوعہ نول کشور پریس ۱۳۳۲ھ کے صفحہ ۵۵ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حضرت رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق سفر ہونے کی کیفیت بیان کرتا ہوں۔

یاد رہے کہ باذل صاحب کا شمار اس گروہ میں ہے۔ جو صحابہ کرام سے عقیدت نہیں رکھتے مگر خدا کی قدرت اس صاحب کی زبان پر حق جاری ہو گیا ہے۔ (الحمد للہ علی ذالک) فرماتے ہیں :-

”ہر گاہ جناب جوئی دولت سراسے نکلے تو پہلے درخانہ ابوبکرؓ بن قحطافہ پر آئے کس واسطے کہ ابوبکرؓ آپؐ نے آگاہ کر دیا تھا کہ ہمارے ساتھ چلنا پس آپؐ نے آواز دی اور گھر سے باہر نکلا اپنے ہمراہ لیا جب شہر سے باہر آئے اور راستہ یثرب کا پیش نظر رکھا تو حضرت رسولؐ خدا نے نعلین مقدس کو پائے مبارک سے نکال لیا

اور پابہ ہنس راہی سفر ہوئے سے

باز دل پہ جو رفتہ چند سے ز دامنِ دشت

قدم فلک سائے بروج گشت

یہ حال دیکھ کر ابو بکرؓ کو اپنے نشانہ پر بٹھلایا۔ اور

تھوڑی دیر اور چلے۔ ناگاہ آثار صبح کے ہوید ہوئے۔ ناچار سیر راہ

سے دُور پر ایک جائے پناہ تلاش کی تو اس دشت میں ایک

غار دیکھا اور اہل عرب اس کو غار ثور کہتے تھے اسرارِ معروف سے

اس غار میں پناہ لی اور پہلے ابو بکرؓ نے پاؤں اپنا رکھا۔ دیکھا کہ

اس میں سوراخ بہت ہیں پس قبا اپنی چھاڑ پھاڑ کر سب سوراخوں

کو بند کیا اور شمار سے ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ سومر دانہ وارندہ

اپنا اس میں استوار کیا۔ پھر حضرت رسول خداؐ بھی اس غار میں خلیف

نے گئے اور آسودہ ہو کر بیٹھے اتفاقاً اس وقت پاؤں میں اس

یادگار کے کہ سوراخ پر استوار تھا ایک مار نے کاٹا۔

کلام سعدی

سانپ کے منہ میں پاؤں دینے اور اس کے زہر کے فیض

کے متعلق شیخ سعدی شیرازی کی کلیات کی طرف رجوع کرنا

چاہئے فرماتے ہیں:-

نرمایق درد بان رسول آفرید حق

صدیق را چہ غم بود از زہر جاں گرا

اسے یاد غار سید و صدیق نامور

مجموعہ فضائل و نجینہ صف

مردان قدم بے محبت یاران نہادہ اند

لیکن نہ آں چہنساں کہ تو در کام آرد ہا

یاران بود کہ مال و دن و جاں نہ کند

تا در سبیلِ درست بیایاں بر دوا

ابو بکرؓ کے بیٹے اور غلام کی قابلِ قدر خدمت

پھر باذل لکھتے ہیں: ”جناب نبویؐ تین مشابہہ روضہ اس غار

میں رہے چنانچہ بیٹا ابو بکرؓ کا ہر روز وقتِ شام کے آتا تھا اور اک

دو طعام پہنچاتا تھا اور ایک چرواہا (عامر بن حمیرہ آزاد کردہ غلام

ابو بکرؓ) بھی کہ مسلمان ہوا تھا۔ ہر روز ایک جام شیر و اسطے بشیر

فرزیر کے پدید لاتا تھا۔ پس سوائے ان دو نفر کے کسی کو اس راز

پر اطلاع نہ تھی حضرت نے محمد (فرزند) ابو بکرؓ سے فرمایا کہ تو مثل

پدر اپنے کے با صفا ہے آج شب کو دو شتر لاکر شرب کو روانہ

ہوں وہ یہ حکم سن کر ایک جمانہ دار کے گھر آیا کہ وہ بھی مردِ دیندار

تھا۔ کہنے لگا کہ آج رات کو دو شتر واسطے حضرت خیر اللہؓ کے

لے جا اور توقف نہ کر۔ اس نے فی الحال یہ حکم سن کر دو اونٹ

چالاک تیار کئے اور منتظرِ وقت بیٹھا۔ ہر گاہ شہراہ نے جمانہ

فلک پر فصل سیاہ باندھی اور اطرافِ آسمان پر سیاہی شب

رواں ہوتی یہ دونوں شتر لے کر تعجیل دینے پر پہنچا اور بعد

شب چہارم جب کہ سلطان زکلاء آفتاب نے نیز و خطِ شامی

کا اٹھایا اور نیلی خام پر سوار ہو کر دولتِ سرانے مشرق سے

نکل آیا۔ زمینت بخش عرشِ اعلیٰ محرم راز قدس کبریا نے محلِ شتر

پر چلا اور ابو بکرؓ کو رولیف اپنا کیا۔

مستر باڈ لے بیان کرتے ہیں کہ علامہ فرزند ابو بکرؓ کے ان

کی بیٹی اسماء بھی اپنے بھائی کے ساتھ غار پر آتی تھی اور یہ بہن

بھائی اطلاع دیتے رہے تھے کہ علیؓ بالکل بخیریت ہیں اسماء

کو فرشتے نے بہت تنگ کیا کہ اپنے والد اور بہنوئی کا پستہ دے

گرا اس نے کہا مجھے خبر نہیں۔ ہاں حضرت علیؓ کی نسبت لکھا ہے کہ

انہوں نے بتایا کہ محمد صلعم ابو بکرؓ کے ساتھ شام کے وقت

باہر چلے گئے ہیں اور یہ بتا نہیں گئے کہ کہاں گئے ہیں اور کب

واپس آئیں گے۔ (دص ۱۲۶)

آغاز سیال بھری اور ترقی اسلام

تاریخ ۲ جولائی ۱۹۷۲ء کو اسی سے عہد عمر میں
سند بھری کا آغاز ہوا جسے مسلمان عیسائیوں کے قبل عیسائی
اور بعد میں مسلمان کی طرح استعمال کرتے ہیں اُس وقت کے خیال
تھا کہ محمدؐ جو دودھ پی رہے ہیں اور ابو بکرؓ جو ڈاڑھی کو مہندی
لگا رہے ہیں اور فضول جو چارہ کھانے میں مصروف ہے یہ
کوہ حرا کے پناہ گزین ایسی طاقت بن گئے کہ سیلاب عظیم کی
طرح دنیا میں پھیل جائیں گے اور بڑی بڑی حکومتوں اور ممالکوں
کو جو صدیوں سے قائم تھے وہاں سے جائیں گے۔

بلالؓ کی خرید اور آزادی ۱۔

میرٹھ بوڈے کتاب کے صفحہ ۱۴۰ میں بیان کرتے ہیں
کہ بلالؓ ایک حبشی غلام ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گیا تھا
اُسے اس کا مالک امیہ ابن خلف جو ایک سخت بت پرست
دشمن اسلام تھا۔ اُسے اسلام دشمنی کی وجہ سے سخت
اذیت دیتا تھا مگر بلالؓ سب صعوبتیں سہنا کر اسلام سے
برگشتہ ہونے کی طرف نہ آتا۔ اس پر امیہ بلالؓ کو مچھرا میں لے
گیا اور تنگا کر کے اُسے تپتی ریت پر عرب کی جلادینے والی
سورج کی کرنوں کے سامنے لٹا دیا۔ پھر ایک چٹان اٹھا کر
اس کی چھاتی پر رکھ دی اور لکھ دیا۔ تم یہیں بیٹھے رہو گے
حتیٰ کہ مر جاؤ یا اسلام چھوڑ دو۔ بلالؓ پھر بھی ثابت قدم
رہا۔ حرارت اور پیاس سے نیم مرده ہونے کے باوجود اس
کے منہ سے اُحد احد ہی نکلتا تھا وہ بے دم ہو کر مر گیا ہوتا
اگر ابو بکرؓ اُس سے پتھر لگ کر کے رہائی نہ دلاتے۔ پھر
ایک رقم خطیر ادا کر کے بلالؓ کو آزادی دلائی اس کے بعد
بلالؓ کا مسلمانوں میں رسوخ و جاہلیت بیان کی ہے اور

سفر مدینہ میں میرٹھ بوڈے رقم طراز ہیں کہ قریش سے سوانح
لینے کی طبع سے سراقہ بن مالک پوری طرح مسلح ہو کر ایک تیز گام
عربی گھوڑی پر سوار ہو کر تنقب میں روانہ ہوا۔ اور بغا صلمہ تیر
انڈاز پہنچ گیا۔ پہلے اُسے ابو بکرؓ نے دیکھا اور آنحضرتؐ کو اطلاع
دی۔ آپؐ تلاوت قرآن کر رہے تھے جو جاری رکھی۔ سراقہ
کمان میں تیر جوڑ کر چلنا ہی چاہتا تھا کہ سواری کا جائزہ لیخ پا
ہو گیا اور اُسے گرا کر بھاگ گیا۔ ایک بددی سوار کے لئے سواری
سے گر پڑنا بڑی ہتک کی بات تھی اور خاص کمان کے سامنے
جن کو وہ گرفتار کرنے کا ارادہ تھا اُسے معافی مانگنے کے
سوا چارہ نہ تھا جو اس نے لکھ دینے کی استدعا کی چنانچہ ابو بکرؓ
نے ایک ہڈی کے ٹکڑے پر معافی نامہ لکھ دیا اور محمدؐ صلمہ بڑی دل
جمعی سے قرآن پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ مدینہ مکہ سے قریب
دوسو میل ہے۔ ایک ہفتہ تک تمارت آفتاب سے مجلسی ہوئی
بخیر میں پر سفر جاری رہا۔ یہاں کسی رُوح کا پتہ نہ تھا اور غن
بھی مفقود تھے بول کے پتے کہیں مل سکتے تو انہی سے غذا
کا کام لیا۔ ساتویں دن کی صبح کو مدینہ سے چند میل ادھر نسیل
تھا تک پہنچے۔ یہ بہشت آمین مقام حضرت محمدؐ نے پچاس
سال پیشراچی والدہ کے ساتھ دیکھا تھا۔ معتقین بشر کے
بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا ان میں حضرت عمرؓ زبیرؓ
(خدیجہؓ کا بھتیجا) بھی تھے چار دن تھکان دور کرنے کے بعد
آپؐ مدینہ پہنچے۔ ساتھ دفا دار ابو بکرؓ تھے۔ بریدہ نے اپنی
پگڑی نیزہ کے اوپر باندھ کر جھنڈا بنایا ہوا تھا عقب میں علیؓ بھی
پہنچ گئے اور خوش خبری سنائی کہ زبیر بن حارثہ (دفا دار غلام)
زبیرؓ سودہ بنت زمعہ۔ فاطمہؓ اور ام کلثومؓ بیاتہ البنی
عبداللہ بن ابی بکرؓ اپنی بہن عاتکہؓ اور اسماءؓ اور ماں ام رومانؓ
کو لے کر آ رہے ہیں۔

آنحضرت فرمائی ہوئے تو ابو بکرؓ اور عمرؓ ہی ساتھ تھے جن سے ابو بکرؓ کے داماد طلحہؓ بن عبید اللہ مل کر آنحضرتؐ کو سہارا دے کر محفوظ جگہ پر لے گئے یہی طلحہؓ تھے جو آنحضرتؐ پر حملہ ابن قیسہؓ کو روکتے روکتے لیج ہو گئے تھے اور اس موزی نے جا کر مشہور کر دیا تھا کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے جب میدان جنگ میں شہیدوں کی لاشوں میں نہ آنحضرتؐ نظر آئے نہ ابو بکرؓ و عمرؓ تو ابوسفیانؓ نے ٹیلے پر تیغوں کا باری باری نام لے کر پکارا۔ مگر آنحضرتؐ نے جواب دینے سے منع کر دیا تو اسؓ نے پکار کر کہا کہ سب مر گئے۔ جو شیلے عمرؓ یہ سننا گوارا نہ کر سکے اور پکارے۔ اسے دشمن خدا۔ ہم سب زندہ ہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا۔ آج بدر کشتوں کا بدلہ لے لیا گیا ہے سر بھنڈی ہے ہبل کی۔ ہبل ہمارا تھا ہاتھیں! عمرؓ نے جواب دیا۔ اللہ ہمارا ہے تمہارا نہیں! اس پر ابوسفیانؓ بولوا۔ ہم پھر ایک سال کے اندر بدر پر ملیں گے عمرؓ نے چیلنج النشا اللہ کہتے ہوئے قبول کیا۔ یسن کر ابوسفیانؓ نے اپنے آدمیوں کو اکٹھا کر کے کئے کا رخ کیا۔

(نوٹ، اس غیر جانب دار عیسائی مؤرخ کے بیان سے واضح ہو گیا کہ بعض مخالفان صحابہ کا یہ الزام کہ اُحد میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دیا محض افتراء ہے حقیقت یہ ہے کہ جو اصحاب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور دشمن سے لڑ رہے تھے جب انہوں نے سنا کہ آپؐ شہید ہو گئے تو بعالم مایوسی منتشر ہو گئے اور پھر یہ مردہ سن کر کہ آپؐ صحیح و سالم ہیں پر دانہ دار گرد آج ہوئے۔ اور اس مجبورانہ انتشار کی خطا بھی اللہ تعالیٰ نے معاف کر دی جیسا کہ قرآن شریف میں ہے جب خدا کر دے معاف پھر یہودہ ہے لاف گزار۔ صلح حدیبیہ کے وقت (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فروری ۶۲۸ء تک حج کے ارادے سے

بتایا ہے کہ وہ قسطنطین کے بیٹے کے پاس قیسا دیر میں سیفر بنا کر بھیجا گیا تھا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد اس نے اذان دینا بند کر دیا تھا صرف ایک دفعہ اصرار پر اذان دی جب کہ بیت المقدس مفتوحہ خالد میں عمرؓ تشریف لے گئے تھے۔ بلالؓ دمشق میں فوت ہوا۔ جہاں اس کا عظیم الشان مقبرہ اب بھی موجود ہے۔

اپنی بیٹی عائشہؓ کی شادی آنحضرتؐ سے کس لئے کی؟

مسٹر موصوف صفحہ ۴۴ میں حضرت ابو بکرؓ کی جاں نثارانہ خدمت کے سلسلہ میں اپنی صاحبزادی عائشہؓ کی شادی آنحضرتؐ سے کرنے کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے پہلی شادی ستائیس برس کے سن میں اپنے سے پندرہ برس بڑی بیوی بیوہ خدیجہؓ سے مکہ میں کی تھی اور اس کی وفات کے بعد آپؐ کو بہت سی پریشانیوں نے آگھیرا تھا ان تکالیف کا احساس کر کے ابو بکرؓ نے جو مکہ کے متمول سوداگر تھے اور سب کچھ آنحضرتؐ پر قربان کر چکے تھے اور مصائب میں ساتھ دیا تھا۔ آنحضرتؐ کی دل دہی کے لئے اپنی کنواری بیٹی کا نکاح آپؐ سے کر دیا گو خضعتی کئے سے ہجرت کے بعد عمل میں آئی۔

اُحد میں بھی ساتھ

صفحہ ۱۸۴، ۱۸۵ میں یہی مؤرخ بیان کرتا ہے کہ جس وقت خالدؓ کے اس وقت کے حملے سے جب اسلامی تیراندازوں نے دشمن کو پسپا ہوتے دیکھ کر اپنے مورچے چھوڑ دیئے تھے مسلمان پرانگندہ ہو گئے تو صرف آنحضرتؐ کے ساتھ ابو بکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ رہ گئے تھے اور جب

غزوہ تبوک کے وقت ایشار صدیقؓ

مشر باڈے صفحہ ۷۰۳ میں حضور صلعم کے ۴۳۰ کے موسم گما میں ہنرل قیصر روم کی فوجی تیاریوں کا ذکر مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کے لئے آپ نے فراہمی زر بطور چندہ کا ارادہ کیا۔ تو یار غار ابو بکرؓ نے جو کچھ ان کے پاس تھا سب لا حاضر کیا۔ اس اشار کے متعلق علامہ سراج اقبال مرحوم کی نظم الصدیق شامل بالک دوا فردر ہے۔

امیر الحج ابو بکرؓ

مشر موصوف صفحہ ۳۱۲ میں بیان کرتے ہیں کہ مکہ اور حنین و طائف کی فتح کے بعد پہلے حج میں کہ مسلمانوں کا ارادہ داخل تھا آنحضرتؐ خود تشریف نہیں لے گئے بلکہ ابو بکرؓ کو امیر الحج بنا کر بھیجا۔ پھر مشرکوں اور یہود و نصاریٰ کے متعلق قرآنی احکام لے کر علیؓ گئے کہ آئندہ حج میں صرف مسلمان ہی شامل ہو سکتے ہیں۔

آنحضرتؐ کا عنیدہ کہ ابو بکرؓ ان کے خلیفہ ہوں

مشر باڈے پیر کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ ام المومنین میمونہؓ کے حجرہ میں جو آنحضرتؐ کے چچا عباسؓ کی سالی تھی۔ بیمار ہوئے عباسؓ نے معلوم کر لیا تھا کہ آپؐ اس بیماری سے جاں بزنہ ہونگے اور وہ چاہتے تھے کہ یہیں آپؐ کی وفات ہو۔ مگر آنحضرتؐ نے باصرہ کہا۔ مجھے عائشہؓ کے حجرہ میں لے چلو۔ چنانچہ عباسؓ اور علیؓ کے سہارے آپؐ وہاں پہنچے اور جب وہاں بیماری نے شدت اختیار کی اور خود مسجد میں نہ جاسکے تو حکم دیا کہ ابو بکرؓ جا کر آپؐ کی جگہ امامت کا فرض انجام دے ایسا کام آنحضرتؐ کی زندگی میں پہلا تھا کیونکہ جب آپؐ خود موجود

مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے مگر مقام حدیبیہ تین میل کعبہ سے دور روک دیئے گئے آخر باہمی معاہدہ صلح کی شرائط سے طے پایا کہ محمدؐ مع اہل اسلام اگلے سال حج کو آئیں اس سال لوٹ جائیں علاوہ ان میں ایک اور کڑی مسلمانوں کو ناگوار شرط یہ بھی ہوئی کہ جو اہل مکہ محمدؐ کی پناہ میں آئیں۔ وہ واپس کر دیئے جائیں اور جو مسلمان اہل مکہ (قریش) کے پاس ہوں وہ مدینہ نہ جاسکیں ان شرائط کو مسلمان جو چندہ سو کی تعداد میں ساتھ تھے اسلام کے لئے باعث ہونگے جانتے تھے ابھی میں سب سے جو شیلے مرد عمرؓ بھی تھے وہ (حضرت) محمدؐ کے پاس آئے اور کہا آپؐ فی الحقیقت خدا کے رسول ہیں؟ فرمایا۔ ہاں! عرض کیا۔ کیا ایسی شرائط آپؐ کے شایان شان ہیں؟ فرمایا وقت ثابت کر دے گا کہ میں نے دُر اندیشی سے کام لیا ہے پھر عمرؓ ابو بکرؓ کے پاس شکوہ لے کر گئے ابو بکرؓ سب سے زیادہ (حضرت) محمدؐ کے شناسا رازدار تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ وقت ثابت کر دے گا کہ جو آنحضرتؐ نے کیا ٹھیک کیا۔

(ص ۲۵۶)

ناظرین غور کریں کہ شر باڈے نے کیسی وضاحت سے حضرت ابو بکرؓ کی مشائخہ صدیقیت بیان کی ہے کہ انہیں سب سے زیادہ یقین جناب رسالتؐ کی نبوت پر تھا چنانچہ نبی و صدیقؐ کا فاضل صحیح ثابت ہوا۔ اور یہ شرائط مسلمانوں کے لئے مفید اور مخالفوں کے لئے مضر ثابت ہوئیں۔ اور وہ خود ہی مسلمانوں کو اپنے پاس رکھنے کی شرط سے دستبردار ہو گئے کیونکہ ان امیروں کی تبلیغ اور ہمت سے اہل دین کی تعداد بڑھنے لگی اور مشرکین کے قبضے سے نکل کر حضور صلعم کے پاس توحید معاہدہ نہ آئے مگر دشمنوں کے قاصوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔

”نہیں چکھ چکے۔ ایک بار پھر ابو بکرؓ نے اُن حضرت کی پیشانی کا بوسہ لیا اور چادر ڈال کر اسٹنگی سے صحن میں آئے جہاں ازدواج النبی صلعم رو رہی تھیں پھر آپ نے اس مہنگے کا ملاحظہ کیا۔ جو بیرون دیوار بپا تھا اور عمرؓ کو لندہٹنگی سے پرکتے سن کر رسول اللہ صلعم پر دُاڑ کرتے ہیں پھر لوٹ آئیں گے ابو بکرؓ نے انہیں چپ کرانے کی کوشش کی مگر وہ غم سے بلا فرقتہ تھے کچھ پرواہ نہ کی۔ ایک لمحہ کے لئے ابو بکرؓ کو سخت پریشانی ہوئی یہ ایسا سخت سماں تھا جو انہوں نے ہاتھ بلند کر کے کچھ ٹھٹھا شروع کیا لوگ مانوس آواز سن کر خاموش ہو گئے، ابو بکرؓ پھر ادبچی آواز میں بولے :-

”کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ پر یہ آیت نازل نہیں کی؟ کہ تم وفات پا جاؤ گے اور سب دو سکھ بھی“ اور پھر غزوة احد کے بعد یہ آیت کہ ”محمدؐ ایک رسول ہیں۔ بے شک ان سے پہلے رسول گذر چکے ہیں پھر کیا اگر وہ فوت ہو جائیں یا شہید تو کیا تم اپنی ایڑیاں پھیر کر پلٹ جاؤ گے اور ان کے احکام کی اطاعت چھوڑ دو گے اس لئے کہ وہ وفات پا گئے ہیں پھر ابو بکرؓ نے ان الفاظ کو لوگوں کے ذہن نشین کر کے زور دار لہجہ میں کہا: ”جو شخص محمد صلعم کی پرستش کرتا ہے، جہاں لے لے کہ وہ یقیناً فوت ہو گئے ہیں مگر جو اللہ کی عہد کرتا ہے وہ جہاں لے کہ خدا تعالیٰ زندہ ہے اور نہیں مرے گا“ ان الفاظ سے ایک مرگ نما خاموشی چھا گئی کیونکہ ابو بکرؓ نمایاں مستند تھا انہوں نے قرآن پیش کیا تھا جسے ہر شخص نے رسول خدا صلعم کی زبان سے سنا تھا کسی کو اپنے رشتہ کے حلیل القدر رفیق کے اخلاص پر اعتراض نہیں ہوا بعض اشخاص نے عمرؓ کی طرف دیکھا کہ شاید وہ کچھ جواب میں کہیں مگر وہ بھی سر جھکائے الگ کھڑے تھے۔

سب نے آہستہ آہستہ اپنی راہ لی۔

ہوتے تو آپ ہی امامت کراتے اور دوسری جگہ کسی اور مسلمان کو ناصر فرماتے۔ آج آپ عمرؓ عثمانؓ یا علیؓ کو مقرر کر سکتے تھے مگر آپؐ نے عائشہؓ کو اپنی عیادت کے لئے اس حجرہ کو اپنی آخری آرام گاہ کے لئے اور ابو بکرؓ کو آپ کے رنج و راحت میں ابتدائے اسلام سے یقین و شگبار رہا امامت کے لئے چن لینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ آپؐ کا منشاء یہی تھا کہ ابو بکرؓ ہی آپ کے خلیفہ ہوں گے

اُن حضرتؐ کی وفات پر ابو بکرؓ کا مال اندیشی سے

دانشمندانہ کام

حضرت محمد صلعم کا اسی اثنا میں بیماری سے کچھ آفاقہ دیکھ کر ابو بکرؓ اپنی بیوی کے پاس مضافات مدینہ میں چلے گئے تھے جب وہاں سنا کہ آنحضرتؐ وفات پا گئے تو فوراً سوار ہو کر مدینے آئے اور عجب نظارہ دیکھا۔ تمام صحابہؓ اور صحابیاتؓ ناگہانی واقعہ وفات سے سخت غم زدہ اور از خود رفتہ تھے۔ ان میں عمرؓ سب سے بڑھے ہوئے تھے انہوں نے ازدواج رسولؐ کو گریہ نزاری سے یہ کہہ کر روک دیا تھا کہ آپ فوت نہیں ہوئے۔

جب ابو بکرؓ پہنچے تو دیکھا کہ مرتجع بڑا نادک ہے ہر ایک اُن سے سوال پوچھنا چاہتا تھا مگر آپؐ نے کسی کی طرف توجہ نہ کی اور سیدھے اُن حضرت کے پاس پہنچے اپنی بیٹی عائشہؓ کو آنحضرتؐ کے چہرہ اقدس سے چادر اٹھانے کو کہا۔ ایک لمحہ آپ کے چہرہ پر غناک نظر ڈالی پھر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر آپ کی فرخندہ پیشانی کو چوما اور کہا۔ آپ جیسے زندگی میں پیارے خوش حال تھے ویسے ہی فوت ہو کر بھی ہیں پھر آپ کے لمبے سیاہ کسوتوں پر جو سر کے پیچھے گھنٹیاں بنے پڑے تھے ہاتھ پھیر اور فرمایا ہاں آپ وفات پا گئے انوس میرے رفیق۔ میرے پیارے میرے مربی۔ میرے ماں باپ سے زیادہ عزیز تر آپ موت کی

حضرت ابو بکرؓ کا استقلال

درج کرتے ہیں جو آپ نے اپنے انتخاب خلافت کے بعد دیا فرمایا۔ اسے لوگوں کے میں تمہارا سہارا مقرر ہو گیا ہوں گو میں تم سے بہتر نہیں ہوں (یہ بطور کسب فخری فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ بعد از انبیاء افضل بشر تھے (عاقی) اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرو اگر خطا کروں تو اصلاح کرو درستی اور اخلاص ہی میں ایمان کی پختگی ہے کذب میں بربادی ہے جان لو کہ جس قوم میں شہادت اور بے ایمانی دخل پالے۔ خداوند اس پر بلا نازل کر دیتا ہے۔ اس لئے میری اطاعت کو اسی طرح جس طرح میں خدا اور رسولؐ کی فرمانبرداری کروں گا اگر میں ان کی اطاعت سے انحراف کروں تو تم پر میری فرمانبرداری فرض نہیں۔ نماز کے لئے اٹھو۔ اللہ تم پر رحم کرے۔

آخری زیارت رسولؐ خدا

پھر مسٹر موصوف بیان کرتے ہیں کہ ادھر یہ کام ہو رہا تھا اور ادھر محمد مصطفیٰ کو نہلا کر معطر کیا جا رہا تھا تین پیروں میں کفن دے کر حجرہ عائشہ میں رکھا گیا اور لوگوں کو اجازت دی گئی کہ گروہ گروہ ہو کر اپنے پیارے رہنما کی زیارت کریں۔ لوگ اس طرح آتے اور جاتے رہے زیارت میں تمام دن صرف ہوا مردوں کے بعد عورتیں اور ان کے بچے اور غلام زیارت کو آئے

تدفین کے متعلق ارشاد صدیقؐ

وقت تدفین کسی کا خیال تھا کہ مسجد کے منبر کے نیچے کسی کا یہ کیے پیغمبر کے خطبہ دینے کی جگہ۔ کوئی تجویز کرتا تھا کہ عام قبرستان میں مدفون ہوں مگر ابو بکرؓ نے اس معتمد کو صل کیا کہ محمد مصطفیٰ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ پیغمبر وہیں دفن ہوتے ہیں جہاں وفات پائی ہو چونکہ کسی نے مخالفت نہیں کی اس لئے آپ حجرہ عائشہؓ بروز شنبہ ۹ جون ۶۳۲ء کو تیس سال کی سخت جانفشانی محنت کے بعد زبر خاک آسودہ ہوئے اور اب تک وہیں ہیں

ابو بکرؓ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رحلت کے جاننا واقعہ پر اپنے شاخ کو مختل نہیں ہونے دیا۔ انہوں نے جان لیا کہ اسلام پر سخت وقت آپڑا ہے محمد رسول اللہ کی وفات کا صدمہ بڑا سخت ہے مگر اس کا نتیجہ اور بھی ہولناک ہے تا وقتیکہ کسی رہنما کا تقریر نہ ہو۔ دشمنان اسلام کی سازشوں کا مقابلہ اور وضعیہ نہیں ہو سکتا اور ابو بکرؓ اس اندیشے میں حق بجانب تھے۔ (صفحہ ۳۲)

سنگین موقع پر قابو

اس کے بعد مسٹر موصوف انصار مدینہ کے تقریر خلیفہ کے لئے جمع ہوئے اور اس کی خبر پا کر وہاں حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ وغیرہ مہاجرین کے تشریف لے جانے اور ابو بکرؓ انصار کو سمجھاتے کہ تم میں سے کسی کا تقریر مدینہ ہوگا۔ عرب قریش کے سوا کسی اور کی اطاعت قبول نہیں کریں گے اس تقریر سے انصار کے قائل ہو جانے اور پورے آفاق سے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت قبول کر لینے کا ذکر کرتے ہیں اور انصار کے بعد حضرت عمرؓ کے بیعت حدیث کر لینے کے بعد تمام مہاجرین قریش کے طاقت ابو بکرؓ کو لینے کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ یہ تاریخ اسلام میں کیا بلکہ دنیا کی تاریخ میں ایک نہایت نازک وقت تھا جسے ابو بکرؓ نے سنبھال لیا اگر وہ اس مجلس میں ناکام رہتے تو مذہب اسلام ایک خواب و خیال ہو کر رہ جاتا۔ ابو بکرؓ کی بڑائی ان کے ایمان فی الاسلام کی پختگی اور اخلاص میں کامل کی وجہ سے تھی یہی دو صفات تھیں جن سے وہ اس صبح کامیاب ہوئے

لاحواب خطبہ صدیقؐ

بعد ازین مسٹر باڈے صدیق اکبرؓ کا وہ سرا یا خلوص خطبہ

قرباب شاندار گنبد کے نیچے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے۔ یہاں دنیا بھر کے مسلمان (مرد و عورتیں)، باقی اسلام کے اس مقام کی زیارت کو آتے ہیں جہاں ان کے مذہبی رہنما رہے اور فوت ہوئے (صفحہ ۳۳۸)

تاثرات حضرت عمرؓ

مشرقاڑے حضرت عمر فاروق اعظمؓ کا پہلے حلیہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ایسے طویل القامت تھے کہ وہ بیٹھے ہوئے دوسرے کھڑے ہونے سے اونچے دکھائی دیتے تھے چہرے کا رنگ گندمی تھا۔ قدرے سیاہ ڈرامھی سے ڈھکا ہوا۔ آپ کے دو دنوں ہاتھ یکساں کام کرتے تھے اور قوت قدر کے مطابق تھی۔ مزاج خشکیں تھا اور کسی کو سامنے سے گزرنے کی برأت نہ تھی پاک دامن تھے ان لوگوں سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا جو مکہ میں راتوں کو کھل کھیلنے سے قومی روایات کو بدلنے کے خلاف تھے۔

اسلام عمرؓ کی برکت

اس کے بعد مضمون بیان کرتے ہیں کہ کس طرح ابو جہل نے ان کو (حضرت) محمدؐ کے قتل پر اکسایا اور وہ کس طرح راستہ میں اپنی بہن اور بہنوئی کے مسلمان ہونے کی خبر پا کر ان کے پاس پہنچے اور قرآن شریف کی سورہ طہ پڑھ کر مناظر ہوئے اور حضورؐ پیغمبرؐ کے پاس پہنچ کر اسلام قبول کیا یہ مشہور واقعہ ہے اس کی تفصیل کی میں یہاں ضرورت نہیں سمجھتا۔ دائرہ اصلاح لاہور اس سے پہلے مشفق ناتی ابوالاعجاز علیٰ عجید ازل مرحوم کی نظم ”وہ عمرؓ دہر سپہر اسلام عمرؓ“ شائع کر چکا ہے میں اس جگہ اس نتیجے کا ذکر کرتا ہوں جو مضمون نے اسلام عمرؓ سے نکالا۔ چنانچہ لکھتے ہیں :-

حضرت عمرؓ کا مشرف باسلام ہونا نہ صرف اسلام کے لئے بڑا متمم بالشان ہے بلکہ اسلامی تاریخ کے لئے عظیم الشان نشان ہے عمرؓ ابو بکرؓ کے بعد دوسرے خلیفہ ہوئے آپ ہی نے سب سے پہلے امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا۔ جو ۱۲ھ تک (سلاطین اسلام) میں قائم رہا دینے ترکوں کے یہ خطاب چھوڑنے تک (عہد عمرؓ ہی میں عربوں کی عظیم الشان سلطنت مشروط بنیادوں پر قائم ہوئی۔ عمرؓ کی یاد میں بیت المقدس میں مسجد عمرؓ تعمیر ہوئی۔ عمرؓ حضرت محمدؐ جیسے سلیم المزاج اور ابو بکرؓ جیسے درگزر کرنے والے نہ تھے۔ بلکہ طبعاً پر جوش تھے ہی جوش انہوں نے اپنے ماتحتوں میں بھر دیا انہیں بے نظر دنیا فتح کرنے کو روانہ فرمایا۔

جب عمرؓ نے (حضرت) محمدؐ کو اللہ کا رسول تسلیم کر لیا تو مسلمانوں کا حوصلہ بڑھ گیا۔ عمرؓ کا اسلام قبول کر لینا ایک غیر متوقع خوش آمدت بات تھی۔ آپ نے اسلام قبول کرتے ہی تجویز کیا کہ نماز کعبہ میں جا کر ادا کرنا چاہئے اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ ایک جلوس مرتب ہوا۔ وہ صحابہؓ جو (حضرت) محمدؐ کے گودہ عمرؓ کا عملہ روکنے کے لئے جمع ہوئے تھے وہ اب اس قتل کے ارادہ پر آنے والے کئے تھے چل رہے ہیں دائیں طرف حضرت محمدؐ ہیں اور بائیں طرف ابو بکرؓ اور عین تیغی حمزہؓ۔ ابو جہل اور اس کی جماعت ششدر تھے وہ تو منتظر تھے کہ عمرؓ آنحضرتؐ کا خون آگودہ سر لاکر پیش کر دے گا۔ مگر اب وہ ان کے دشمنوں کے ساتھ ہاتھ سے ہاتھ ملاتے آ رہا ہے اور ایسی عبادت کرنے کو ہے جسے وہ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مگر کچھ کر نہیں سکتے تھے۔

رعیب عمرؓ

جنہیں جان عزیز نہ تھی وہ عمرؓ جیسے آدمی سے دبدبہ ہونے

(منوع تھا) صفحہ ۱۲۳

مشر باڈے بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ کے اس چیلنج پر کسی نے حرکت نہ کی اور عمرؓ اپنے بھاری زوردار کندھوں کو ہلا کر اس مجمع سے نکل کر منبرؓ مقصود کی طرف روانہ ہو گئے۔

ڈاکٹر برناڈ شاہ کی رائے

رسالہ عارف ریح الثانی ۱۳۶۲ھ (دسمبر ۱۹۵۲ء) میں منقول ہوا کہ آج سے تیس برس پہلے مولانا محمد علی جوہر مرحوم مسطور نے انگلستان کے مشہور ڈاکٹر نوٹیس برناڈ شاہ کو درخت اسلام کا معترف سمجھتے ہوئے، اپنے ایک خط سے تبلیغ اسلام کی تھی جس کے جواب میں برناڈ شاہ نے لکھا تھا۔

”آپ مجھے مسلمان ہونے کی دعوت دے رہے ہیں لیکن آپ کو کس چیز نے غلط فہمی میں مبتلا کر دیا ہے کہ آپ مسلمان ہیں؟ میں (حضرت) ابو بکرؓ اور (حضرت) عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجماعاً کے اسلام کو اسلام سمجھتا ہوں جو اس وقت دنیا بھر میں کہیں نہیں ہے۔“

یہ حقیقت اگرچہ تلخ ہے لیکن جھٹلانی نہیں جاسکتی۔

مشر لکین کی رائے مندرجہ کتاب خلافت راشدہ

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے ۳۶ ہزار شہر اور قلعے فتح کئے چار ہزار شہر خلع نے مستلم کئے اور اقامت عطا کی گئی جو وہ سو مسجدیں بنائیں ان میں سے بڑے بڑے نامی گرامی ملک یہ ہیں۔

سیریا۔ مصر۔ افریقہ تا بحر ہلال۔ آذربائیجان۔ آرمینیا۔ عراق۔ ایران۔ خراسان۔ ماوراء النہر۔ افغانستان کے مشرقی حصے۔

(باقی صفحہ پر دیکھیں)

کی جزا نہیں کر سکتے تھے خاص کر جبکہ حمزہؓ بھی ساتھ ہوں (صفحہ ۷۹) (یہی مضمون علامہ حیدری کے مضمون میں موجود ہے) صحابیوں کی زبان پر بھی کہیں ہو جاتا ہے حق جباری دوسرے دن عمرؓ تنہا کعبہ میں نماز پڑھنے لگے مگر کسی کو کچھ کہنے یا ہاتھ اٹھانے کا حوصلہ نہ ہوا۔ (حضرت) محمدؐ نے بعد میں فرمایا: جس راہ سے عمرؓ کو گزرا ہوا وہ راہ شیطان جھوٹا ہے مگر اس وقت تو قریشی تھے جو عمرؓ کو اتار دیکھ کر دوسری راہ نکل جاتے تھے۔ (صفحہ ۸۰)

مشر باڈے نے صفحہ ۸۲ میں پیغمبر اسلام کے ابتدائی میں مخلص معاویوں کے نام ابو بکرؓ عمرؓ حمزہؓ زیدؓ اور علیؓ دیئے ہیں۔

بیان لمبا ہو رہا ہے اور حضرت عمرؓ کا ذکر کئی جگہ حضرت صدیق اکبرؓ کے سلسلے میں بھی ہو چکا ہے اس لئے میں حضرت عمرؓ کی مکہ سے یثرب کی طرف ولایت ہجرت کا واقعہ مشر باڈے کی زبان سے بیان کر کے مضمون مختصر کرتا ہوں۔

دوسرے موصوف نے اس کتاب میں پچاس جگہ حضرت ابو بکرؓ کا ذکر کیا ہے اور چالیس جگہ حضرت عمرؓ کا لکھتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کی دلیرانہ ہجرت

جب قریباً سب مسلمان مکہ سے ہجرت کر چکے تو عمرؓ نے ہجرت کی تیاری کی نہ پہنی۔ خود سر پہ راستہ کیا۔ کمان آٹھ میلی۔ تلوار پہلو میں لٹکانی اور کعبہ میں آئے اور بغیر کسی تہیہ کے اپنے گھر کے آستانہ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں اس جگہ دیشرب، جارہا ہوں جہاں مسلمانوں کو منظم کر کے گناہ گاروں کے تشدد کا بدلہ لیا جائے۔ پھر گرج کر کہا جو چاہتا ہے کہ اس کی ماں اس کی موت پر روئے وہ اٹھے اور دادی کے پار مجھ سے مقابلہ کرے (کیونکہ حرم میں لڑنا